صحابہ کا جذبہ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بُخاری و مُسلم کی روشنی میں

تالیف

پروفیسر صاحبزادہ سیّد ریاض حسین شاہ

ناشر اُجالا انٹرنیشنل بالگڑیانوالہ براستہ منگووال غربی ضلع گجرات پاکستان

صحابہ کا جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بخاری و مسلم کی روشنی میں)

مولف:

پروفیسر صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ

ناشر

اجالا انٹرنیشنل باگڑیانوالہ براستہ منگوال غربی ضلع گجرات (پاکستان)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب		صحابہ کا جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مولف		پروفیسر صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ		SOFTY HOUSE LTD
اشاعت باراول		1995ء
اشاعت باردوم		2018ء
ضخامت		112 صفحات
تعداد		1100
ناشر		اجالا انٹرنیشنل باگڑیانوالہ ضلع گجرات (پاکستان)
قیمت		

ملنے کے پتے

اسرار قرآن کمپلیکس اینڈ ایجوکیشنل سنٹر باگڑیانوالہ ضلع گجرات (پاکستان)

0345-5583079،0346-0020383

27-29 Chapel Street Brierfield, Nelson BB9 5SH UK

Ph No. 0044-1282-708027 Mob: 0044-7397860181

مکتبہ اہل السنہ پبلی کیشنز گلی شاندار بیکرز منگلا روڈ دینہ، جہلم

0321-7641096,0333-5833360

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
8	کچھ مؤلف کے بارے میں	1
14	**باب اول:** حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت	2
19	**باب دوم:** نبوی تبرکات اور صحابہ کا طرزِ عمل	3
44	**باب سوم:** نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس	4
56	**باب چہارم:** رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں سے پیار	5
62	**باب پنجم:** حالت نماز میں ادب واحترام کا لحاظ	6
70	**باب ششم:** ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دلی لگاؤ	7
73	**باب ہفتم:** بستے ہیں وہ نگاہ میں	8
83	**باب ہشتم:** کروں نام پہ تیرے یہ جاں فدا	9
102	**باب نہم:** اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثال مظاہرے	10
107	**باب دہم:** بارگاہ رسالت میں غلامانہ حاضری	11

انتساب جمیل

اپنے اس عظیم محسن کے نام جس نے مجھے راہ علم پہ انگلی پکڑ کے چلنا سکھایا، صرف چلنا ہی نہیں سکھایا، ایک منزل تک پہنچنے کے قابل بنایا۔ جن کی شفقتیں نصیب نہ ہوتیں تو شاید آج اس خدمت دین کے قابل نہ ہوتا

دنیا اس ہستی کو

فقیہ العصر شیخ القرآن والحدیث مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

(فاضل بریلی شریف)

کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات (پاکستان)

کے نام سے جانتی ہے

اللہ جل جلالہ ان کی قبر مبارک پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے

یکے از فیض یافتگان فقیہ العصر

ریاض

اظہار تشکر

میں جناب حاجی محمد اشرف صاحب آف کس جمال میر پور (آزاد کشمیر) حال مقیم اولڈھم (یوکے) کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے لئے مالی تعاون فرمایا۔ ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ یہ کتاب انگلش زبان میں بھی ترجمہ کی جائے۔ انشاءاللہ العزیز

اللہ پاک کی توفیق سے یہ کام بھی جلد ہو جائے گا۔

سید ریاض حسین شاہ

E-mail: syedriaz92@hotmail.co.uk

Phone No. UK: 0044-7713736140

Phone No. Pak: 0092-345-5583079

پیش لفظ

ایک محبت والا دل جہاں کہیں اپنے محبوب کی محبت کو جلا بخشنے والی کسی چیز کو دیکھتا ہے تو فوراً اس کی طرف جھکاؤ محسوس کرتا ہے۔ کچھ ایسا ہی تجربہ دورہ حدیث کے اسباق کے دوران ہوا۔ جہاں کہیں صحابہ کرام کی آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقیدت کی کوئی بات سامنے آئی جی چاہا کہ اسے نوٹ کر لیا جائے۔ پھر کچھ مزید جستجو کی تو یہ کتاب ترتیب پا گئی۔

بخاری و مسلم تک محدود رہنے میں حکمت یہ ہے کہ عام طور پر فضائل کے موضوع پر روایات کے بارے میں لوگ ضعیف روایات کا نام دے کر انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بخاری و مسلم کا حوالہ اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے کافی ثابت ہوگا۔

یہ کتاب نوری کتب خانہ لاہور نے شائع کی تھی۔ اب ہم اللہ جل جلالہ کے فضل اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت پہ بھروسہ کرتے ہوئے اسے اپنے تعلیمی نیٹ ورک (اجالا انٹرنیشنل) کے زیر اہتمام شائع کر رہے ہیں۔

پچھلے ایڈیشن میں جو غلطیاں تھیں ان کا ازالہ کیا گیا ہے اور کچھ نئی احادیث بھی شامل کی گئیں ہیں۔ مزید اضافے کی گنجائش اب بھی ہے۔ علماء و طلباء کی خدمت میں گزارش ہے کہ دوران مطالعہ بخاری و مسلم شریف میں سے اگر کوئی چیز ایسی سامنے آئے جو اس کتاب کی زینت بن سکتی ہے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔

خادم العلم و العلماء۔۔۔سید ریاض حسین شاہ

Phone No: 0092-345-558307

کچھ مؤلف کے بارے میں

از۔۔۔قاری غلام زکریا شاکر ایم اے مدرس الحرا جامع مسجد نیلسن (یوکے)

شیخ الحدیث گرین گیٹ اسلامک کالج (یوکے) ،ڈائریکٹر اجالا گانٹرنیشنل، سرپرست اعلیٰ اسرار قرآن کمپلیکس اینڈ ایجوکیشنل سنٹر باگڑیانوالہ ضلع گجرات (پاکستان) پروفیسر صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی، سکول میں جو تاریخ پیدائش درج کروائی گئی اس کے مطابق تین جنوری 1956ء کو ضلع گجرات (پاکستان) کے ایک گاؤں باگڑیانوالہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد گرامی پیر طریقت سید محمد افضل شاہ صاحب مدظلہ العالی باگڑیانوالہ ضلع گجرات، آستانہ عالیہ چکوڑی شریف ضلع گجرات سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خلیفہ مجاز ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔یہ انہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ دینی تعلیم کی طرف رجحان ہوا۔

میٹرک کا امتحان اسلامیہ ہائی سکول باگڑیانوالہ سے پاس کیا۔دارالعلوم جامعہ عربیہ غوثیہ کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات میں فقیہ العصر شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ قاضی مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فاضل بریلی شریف) سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔شاہ صاحب جب بھی اپنے استاد گرامی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور اکثر کہتے ہیں کہ یہ میرے استاد گرامی کی شفقتوں کا نتیجہ ہے، کہ آج اللہ جل جلالہ کے فضل اور کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے تصدق سے سے خدمت دین کی کچھ صلاحیت ہے۔

1986ء میں تنظیم المدارس سے ''الشہادۃ العالمیہ'' کا امتحان پاس کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی ایڈ، ایم اے (عربی) اور ایم اے (علوم اسلامیہ) کے امتحانات پاس کئے۔

اوائل عمر میں ہی آپ کے والد گرامی نے آپ کو اپنے ہاتھ پر بیعت فرمایا اور سلسلہ چشتیہ کے اوراد و وظائف اور اشغال جو انہیں اپنے پیر و مرشد سے ملے، کی تلقین شروع فرمائی۔ایک عرصے تک یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت کرنے کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیٹا! یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔شاہ صاحب کو کچھ اور بزرگوں سے باقی سلاسل یعنی قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ میں بھی بیعت کرنے کی اجازت حاصل ہے.

مختلف سکولوں میں سیکنڈری سکول ٹیچر کی حیثیت سے تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد 1994 میں گورنمنٹ انٹر کالج ڈنگہ (گجرات) میں بطور لیکچرار (اسلامیات) تقرری ہوئی۔2000ء تک (یوکے آنے سے پہلے) اس کالج میں ڈیوٹی جاری رہی۔کچھ عرصہ پرائیویٹ طور پر اسلامیہ کالج برائے خواتین گجرات میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

2000ء میں جامع مسجد سلطانیہ برائڈ فیلڈ (یوکے) کے سپانسر پر یوکے آنا ہوا۔دس سال مسجد کی خدمت سرانجام دینے کے بعد بوجوہ مسجد کی خدمت سے علیحدگی ہو گئی۔سلطانیہ مسجد برائڈ فیلڈ سے علیحدگی کے بعد جامع الہاشمی بلیک برن (یوکے) میں پڑھانا شروع کیا، جہاں تین سالہ عالم پروگرام پڑھانے کے ساتھ ساتھ ایک علیحدہ کلاس

میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر (انگلش زبان میں) پڑھانے کا سلسلہ بھی تھا۔

شیخ المشائخ حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے یو کے کے شہر برنلے میں **محی الدین انٹر نیشنل گرلز کالج** کی بنیاد رکھی، جس میں دنیوی تعلیم کے علاوہ چار سالہ عالمہ کورس ترتیب دیا گیا۔ اس کالج میں انگلینڈ کے علاوہ مختلف یورپی ممالک سے لڑکیاں زیر تعلیم تھیں۔

ضرورت تھی ایسے اساتذہ کی جو درس نظامی کی تدریس انگلش زبان میں کر سکیں۔ شاہ صاحب سے رابطہ ہوا اور آپ نے اس کالج میں تدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ عربی گرامر، تفسیر، حدیث اور فقہ جیسے علوم کی تدریس فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ اکتوبر 2010ء سے جولائی 2015ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد کالج بند ہو گیا۔

اولڈھم اسلامک کالج (اولڈھم۔ یو کے) جو، اب نئی انتظامیہ کے ساتھ **گرین گیٹ اسلامک کالج** کے نام سے چل رہا ہے، میں دورہ حدیث کے اسباق (انگلش زبان میں) پڑھانے کے لئے استاد کی ضرورت پڑی تو یہ سعادت بھی شاہ صاحب کے حصے میں آئی۔ اس کالج میں پانچ سالہ درس نظامی کا نصاب طلباء و طالبات (دونوں) کو پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کالج میں آپ نے تدریسی ذمہ داریاں ستمبر 2016ء میں شروع فرمائیں جو تا حال جاری ہیں۔

اسرار قرآن کمپلیکس اینڈ ایجوکیشنل سنٹر کا قیام

اپنے آبائی گاؤں باگڑیانوالہ ضلع گجرات میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں قرآن پاک حفظ کے ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم کا بندوبست بھی کیا گیا۔ اس کا نام الجامعۃ الاسلامیہ

اسرار العلوم باگڑیانوالہ رکھا گیا جسے اب نئے نام کے ساتھ تبدیل کیا گیا ہے۔اس وقت تقریبا پچاس کے قریب طلباء اس مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں جن کے تمام تر اخراجات، رہائش، تعلیم، خوراک، لباس مدرسہ برداشت کر رہا ہے۔

تراجم وتالیفات

عربی سے اردو تراجم

پاکستان میں قیام کے دوران کچھ عربی کتابوں کے ترجمے کئے، جن میں؛

۱۔ "**وَسَائِلُ الْوُصُوْلِ اِلٰی شَمَائِلِ الرَّسُوْلِ** صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم" **تالیف** حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ۔اردو زبان میں یہ اس کتاب کا سب سے پہلا مکمل ترجمہ ہے۔جو شمائل رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۔"**المنبهات** "ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی تالیف، جو"اقوال زریں" کے نام سے شائع ہوئی۔

۳۔ "**اَلْكَشْفُ وَالتَّبْيِيْنُ فِيْ غُرُوْرِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْن** 'امام غزالی علیہ الرحمۃ کا ایک چھوٹا سا رسالہ جو"شیطان کی فریب کاریاں" کے نام سے شائع ہوا۔

تالیفات

۱۔صحابہ کا جذبۂ حُبِّ رسول صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم (بخاری ومسلم کی روشنی میں): دورہ حدیث کے دوران صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سرور دو عالم صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت کے واقعات پر مشتمل احادیث نظر سے گزریں تو خیال آیا کیوں نہ ان احادیث کو جمع کیا جائے۔اس طرح یہ کتاب ترتیب پائی۔

(یہ سب کتابیں نوری کتب خانہ لاہور نے شائع کی ہیں، جو، اب شاہ صاحب اپنے تعلیمی نیٹ ورک ''اجالا انٹرنیشنل'' کے اہتمام سے چھپوانے کا آغاز فرمارہے ہیں)۔

۲۔"Basic Beliefs of Islam" (اسلام کی بنیادی عقائد): انگلینڈ آنے کے بعد مساجد میں بچوں کی تعلیمی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نصابی کتب ترتیب دینے کا آغاز کیا جس کی یہ پہلی کتاب تھی جو انگلش اور اردو، دونوں زبانوں میں ترتیب دی گئی۔ دریں اثنا کچھ اور علماء کی کتابیں مارکیٹ میں آگئیں اور آپ نے اس پر مزید کام روک دیا۔

۳۔ **بکھرے موتی**: اپنے استاد گرامی شیخ القرآن والحدیث، فقیہ العصر، حضرت علامہ مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں کے شروع میں جو نوٹس لگائے ان کی روشنی میں کچھ لکھنے کا پروگرام بنا۔ اس سلسلہ کی ایک کتاب بکھرے موتی کے عنوان سے شائع ہوئی جس میں تفسیر روح البیان کی عبارات ان کا ترجمہ اور کچھ وضاحتی نوٹس ہیں۔ (نوری کتب خانہ لاہور سے شائع ہوئی)

۴۔ **آسان حج و عمرہ**: حج اور عمرہ کے مسائل اتنے آسان پیرائے میں لکھے گئے ہیں کہ ایک عام پڑھا لکھا آدمی بڑی آسانی سے حج اور عمرہ کے مسائل جان سکتا ہے۔ (یہ کتاب انڈیا سے چھپی اور یوکے اور یورپی ممالک میں تقسیم ہو رہی ہے)

۵۔ **ترجمۃ القرآن (انگلش)**: جامع الھاشمی میں تدریس کے موقعہ پر طلباء کے لئے تلاش ہوئی کہ کسی سنی عالم دین کا انگلش میں لفظی ترجمہ دستیاب ہو تو؟ مگر نہ مل سکا۔ فیصلہ ہوا کہ یہ کام اللہ پاک کی نصرت کے بھروسے پر شروع کر دیا جائے۔ کام جاری ہے۔ انشاء اللہ عزوجل اس کے کرم سے پایہ تکمیل تک بھی پہنچ جائے گا۔

ٹی وی پروگرامز

اُمہ ٹی وی چینل بلیک برن (یوکے) پر درس حدیث کے عنوان سے تقریباً تین سال تک ایک پروگرام چلتا رہا جس میں مختلف موضوعات پر حدیث کی روشنی میں لیکچرز ہوتے تھے۔ایک اور ٹی وی چینل کے لئے ''صراط مستقیم'' کے عنوان سے لیکچرز ریکارڈ کروائے جن میں سے کچھ نور ٹی وی پر بھی نشر ہوئے۔

امہ ٹی وی چینل پر مخلف پروگرامز میں ایک مہمان سکالر کی حیثیت سے شمولیت ہوتی رہی اور اس کے علاوہ سوال و جواب کے پروگرامز میں انگلش اور اردو میں کیئے گئے سوالات کے جوابات پر مشتمل پروگرامز بھی کرتے رہے.

میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک شاہ صاحب کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور ایک جہان آپ سے مستفید ہو۔

قاری غلام زکریا شاکر

باب اول

حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت

دین اسلام میں عقل کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔اس سے کام لینے کا درس دیا گیا ہے۔اس کائنات میں غور وفکر کی دعوت قرآن پاک میں بار بار دی گئی ہے مگر اہل ایمان کی پہچان عقل کے حوالے سے نہیں کروائی گئی۔یوں نہیں فرمایا گیا کہ اہل ایمان بڑے زیرک، بڑے دانا اور بڑے عقل سے کام لینے والے ہوتے ہیں۔اس کے برعکس اہل ایمان کی پہچان کے لئے جذبۂ عشق ومحبت کو بنیاد بناتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلهِ۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 165

اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنے معبود بنالیتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں اس طرح کی جس طرح کی اللہ کے ساتھ ہونی چاہیئے۔اور جو ایمان والے ہیں جو اللہ کی محبت میں بڑے پکے ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک اس کے والدین سے، اس کی اولاد سے اور سارے لوگوں سے بڑھ کر میں پیارا نہ ہوجاؤں۔

(صحیح بخاری۔۔۔کِتَابُ الإِيمَانِ۔۔۔بَابٌ: حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الإِيمَانِ)

سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جس طرح کی شدید محبت کا تقاضا قرآن اور حدیث میں کیا جارہا ہے، اس طرح کی محبت ایک دل میں، ایک وقت میں صرف ایک ہی کے ساتھ ہوسکتی ہے، دو کے ساتھ نہیں ہوسکتی، جب کہ قرآن فرماتا ہے اللہ کی محبت عشق کی حد تک اور حدیث کہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عشق کی حد تک؟

جواب بڑا سیدھا سا ہے؛ اصل الاصول محبت اللہ جل جلالہ کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ محبت اللہ جل جلالہ کی نسبت کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ سے محبت بھی اللہ جل جلالہ کے ساتھ ان کے تعلق کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ دو جدا جدا محبتیں نہیں ہیں ایک ہی محبت کے مختلف نام ہیں۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے؛

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت کرو ان نعمتوں کی بنیاد پر جو وہ تم پر برساتا ہے، میرے ساتھ محبت کرو اللہ کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کے ساتھ محبت کرو میری وجہ سے۔

(سنن ترمذی۔۔۔ كِتَاب الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔۔۔ بَاب مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

انبیاء کرام اس دنیا میں جو پیغام لے کر آتے ہیں، قرآن کی زبان میں ؛

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ

کسی بشر کا یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اسے کتاب وحکمت اور نبوت سے نوازے تو پھر وہ لوگوں سے کہے: اے لوگو میرے بندے بنو۔ اس کی بجائے ان کا پیغام یہ ہوتا ہے کہ اے لوگو! رب والے بن جاؤ۔

سورۃ آل عمران۔۔۔ آیت 79

ایمان کے مکمل ہونے کی شرط حدیث میں کچھ یوں بیان فرمائی گئی ہے؛

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: »مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے، کسی سے بغض رکھے تو اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لئے اور کسی کو کچھ دینے سے ہاتھ روک لے تو اللہ کے لئے، تو اس آدمی نے ایمان کی تکمیل کو حاصل کرلیا ہے۔

(سنن ابوداود۔۔۔ كِتَاب السُّنَّةِ۔۔۔ بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِه)

تمام تر انبیاء واولیاء اس دنیا میں جو مشن لے کے آئے وہ مخلوق کا تعلق اللہ جل جلالہ سے جوڑنا ہے۔اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہیں، انہیں اللہ کا رسول اور اللہ کا محبوب سمجھ کر، پھر یہ محبت ہمارے دلوں میں اللہ جل جلالہ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دیتی ہے اور جس طرح ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے رب کے بندے بن کر اس کی بارگاہ میں اظہار عجز و نیاز فرماتے رہے، ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے راز و نیاز کی یہ کیفیت ہمیں بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ محبت نصیب ہو جائے تو یہ کتنی بڑی دولت ہے؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث اس پر خوب روشنی ڈالتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں، بس اتنی بات ہے کہ میں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی جتنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان (تو اسی کے ساتھ ہوگا جس تو محبت کرتا ہے) کو سن کر ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں، میں ان کے ساتھ محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا۔

صحیح بخاری۔۔۔ كِتَاب الْمَنَاقِبِ۔۔۔ بَاب مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

بعض لوگ محبت کی تعبیر صرف اطاعت سے کرتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ ہم نے اطاعت کر لی اور محبت کا حق ادا کر دیا۔لیکن درحقیقت اطاعت محبت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا تو ہے حقیقت محبت نہیں ہے۔یہ ممکن ہے کہ اطاعت ہو مگر محبت نہ ہو۔اس کی ایک بڑی واضح دلیل یہ ہے کہ منافقین اطاعت کرتے تھے مگر ان کے دل محبت سے خالی تھے۔

محبت دل کے اس جھکاؤ کا نام ہے جو کسی چیز کے حسن کو دیکھ کر اس کی طرف پیدا ہوتا ہے۔پھر اس کے اظہار کے مختلف انداز ہیں، جن میں محبوب کا کثرت سے ذکر کرنا، محبوب کی اداؤں جیسی ادائیں اپنانا، اپنے محبوب کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم کر لینا، محبوب سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز جاننا وغیرہ بنیادی چیزیں ہیں۔صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتھ جو محبت کرتے تھے وہ کس قسم کی تھی؟ آئندہ صفحات میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے، جسے پڑھنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک کہ میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

باب دوم

نبوی تبرکات اور صحابہ کا طرز عمل

محبوب سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے لگاؤ، دنیائے محبت کا ایک عام انداز ہے ۔ یہ اشیاء محب کے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہوا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آثار و تبرکات رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کے قلبی لگاؤ کی داستانیں حدیث و تاریخ کی کتابوں میں مایہ الافتخار سرمایہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بال مبارک، جبہ مبارک، پیالہ مبارک، وضو کا پانی، جسم اطہر سے لگی ہوئی چادر، پسینہ مبارک، غرض ایک ایک شے ان لوگوں کے لئے دنیا و آخرت کا بہترین سرمایہ تھی۔

اس حوالے سے احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک اور حقیقت سامنے آتی ہے کہ نبوی تبرکات کو صحابہ نے مشکل کے حل کے لئے وسیلہ کے طور پر استعمال کیا ،اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تبرکات کو اپنے گھروں میں باعث برکت جانا اور انہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا۔

آیئے احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان حقائق کا جائزہ لیتے ہیں۔

بال مبارک

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا حجام آپ کے بال بنا رہا تھا، صحابہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اردگرد تھے وہ چاہتے تھے کہ ہر گرنے والا بال کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرے۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الفضائل ۔۔۔ بَابُ قُرْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّاسِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِهِ

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ابن سیرین علیہ الرحمہ کہتے ہیں: میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں، جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں کی طرف سے ملے ہیں تو عبیدہ نے کہا: اگر مجھے ان بالوں میں سے ایک بال مل جائے تو وہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا ہے۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الوضوء ۔۔۔ بَابُ المَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الإِنْسَانِ)

(ف) حضرت عبیدہ حیات ظاہری میں مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کی زیارت کا موقع نہ مل سکا۔

بال مبارک شفاء کا سامان

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ - وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلاَثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ - فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فِي الجُلْجُلِ، فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا

اسرائیل نے عثمان بن عبداللہ بن مَوہِب سے روایت کی۔انہوں نے کہا: میرے گھر والوں نے مجھے (ام المؤمنین) حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا پیالہ دے کر بھیجا ۔اسرائیل (راوی حدیث) نے تین انگلیاں پکڑ کر اشارہ کیا (ان کے برابر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بال تھا۔جب کسی کی نظر لگ جاتی یا کوئی اور بیماری ہوجاتی تو وہ ام المومنین کے پاس پانی کا برتن بھیج دیتا، میں نے نلکی میں جھانک کر دیکھا تو چند سرخ بال اس میں تھے“

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب اللباس ۔۔۔ بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ)

نو زائدہ بچے کے لئے تحنیک

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ، قَالَتْ لِي: يَا أَنَسُ، انْظُرْ هَذَا الغُلاَمَ، فَلاَ يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ، فَغَدَوْتُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ، وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ

(مَنسُوبَۃٌ إِلَی حُرَیثٍ رَجُلٍ مِنْ قُضَاعَۃَ۔ فتح الباری)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میری ماں) ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو مجھے کہنے لگیں: انس! دیکھتے رہنا! اس بچے کے پیٹ میں کوئی چیز نہ اترے یہاں تک کہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہو اور آپ اسے گڑتی دیں۔ میں صبح کو حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک باغ میں تھے اور ایک حُرَیثی کملی (قبیلہ بنو قضاعہ کے ایک آدمی کی طرف منسوب چادروں میں سے ایک) اوڑھے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کِتَابُ اللِّبَاسِ ۔۔۔ بَابُ الخَمِیصَۃِ السَّوْدَاءِ)

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّینَۃِ ۔۔۔ بَابُ جَوَازِ وَسْمِ الْحَیَوَانِ غَیْرِ الْآدَمِيِّ فِي غَیْرِ الْوَجْہِ)

ہاتھ مبارک چہروں پر پھیرنا

حضرت ابو حُجَیفہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِالهَاجِرَۃِ إِلَی البَطْحَاءِ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّی الظُّهْرَ رَكْعَتَیْنِ، وَالعَصْرَ رَكْعَتَیْنِ، وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ« قَالَ شُعْبَۃُ وَزَادَ فِیہِ عَوْنٌ، عَنْ أَبِیہِ أَبِي جُحَیْفَۃَ، قَالَ: »كَانَ یَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا المَرْأَۃُ، وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوا یَأْخُذُونَ یَدَیْہِ فَیَمْسَحُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ، قَالَ فَأَخَذْتُ بِیَدِہِ فَوَضَعْتُهَا عَلَی وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْیَبُ رَائِحَۃً مِنَ المِسْكِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دوپہر کے وقت سفر کے ارادے سے بطحا کی

جانب نکلے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وضو فرمایا: پھر ظہر کی نماز دو رکعت ادا فرمائی اور عصر کی بھی دو۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ایک نیزہ گاڑا ہوا تھا۔شعبہ (راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ عون (دوسرے راوی حدیث) نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ اس نیزے کے پیچھے سے عورتیں گزر رہی تھیں۔

لوگ نماز کے بعد اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔فرماتے ہیں: میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا، اپنے چہرے پر رکھا، وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا تھا۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب المناقب۔۔۔ باب بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ہاتھ مبارک برتنوں میں ڈلوانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: » كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ، فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا.

’ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب فجر کی نماز ادا فرما چکتے تو مدینہ کے خدام (نوکر) پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آجاتے۔جو بھی برتن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے آتا آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔بعض اوقات ٹھنڈی صبح (جب پانی سخت ٹھنڈا ہوتا) میں وہ آتے

توبھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنا ہاتھ برتنوں میں ڈالتے۔

(صحیح مسلم ---- کتاب الفضائل---- بَابُ قُرْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّاسِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِهِ)

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں لگتیں

عَنْ أَفْلَحَ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعِلْوِ، قَالَ: فَانْتَبَهَ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً، فَقَالَ: نَمْشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبٍ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السُّفْلُ أَرْفَقُ، فَقَالَ: لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا، فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ، فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام افلح بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (جب مدینہ تشریف لائے) تو ابوایوب کے پاس ٹھہرے اور نچلی منزل میں رہنے لگے۔ ابوایوب اوپر والی منزل میں رہتے تھے۔ ایک رات ابوایوب بیدار ہوئے تو خیال آیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سر انور سے اوپر چل رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی ایک کونے میں ہو کر ساری رات گزار دی۔ پھر یہ واقعہ خدمت اقدس میں عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: نچلی منزل میں آسانی ہے۔ عرض کیا: جس چھت کے نیچے آپ ہیں میں اس پر کبھی نہ چڑھوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اوپر والی منزل میں تشریف لے گئے اور ابو ایوب نچلی منزل میں رہنے لگے۔ کھانا تیار کر کے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھیجتے اور جب بچا ہوا کھانا واپس آتا تو پوچھتے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگلیاں کہاں لگی تھیں،۔ پھر اسی جگہ سے کھانا شروع کرتے۔

(صحیح مسلم جلد۔۔۔ کتاب الاشربہ۔۔۔ بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ الثُّوم)

وضو کا پانی حاصل کرنے کی شدید خواہش

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلاَمٌ مِنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ، عَنِ المِسْوَرِ، وَغَيْرِهِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِه.

ابن شہاب علیہ الرحمہ کہتے ہیں مجھے محمود بن الربیع نے بتایا، یہ محمود وہی ہیں کہ جب وہ چھوٹے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے کنویں کے پانی سے ان کے منہ میں کلی کی تھی۔ اور عروہ نے اس حدیث کو مِسوَر وغیرہ سے روایت کیا ہے اور ہر ایک راوی دوسرے کی تصدیق کرتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کے پانی پر صحابہ جھگڑنے کے قریب ہو جاتے (یعنی ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ اس پانی سے محروم نہ رہے)

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الوضو۔۔۔ بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوءِ النَّاسِ)

وضو کا پانی چہروں پر ملنا

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلاَلًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَاكَ الوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ

حضرت ابو جُحَیفہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو چمڑے کے سرخ رنگ کے خیمے میں تشریف فرما دیکھا۔ میں نے دیکھا؛ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے وضو کا پانی تھا اور لوگ اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے۔۔ جسے تھوڑا بہت مل گیا اس نے اسے اپنے او پر مل لیا اور جسے کچھ نہ ملا، اس نے دوسرے کے گیلے ہاتھ سے تری حاصل کر لی (اور اپنے او پر مل لی)۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الصلٰوۃ۔۔۔بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الأَحْمَرِ)

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الصلٰوۃ۔۔۔باب سترۃ المصلی باختلاف الفاظ۔)

وضو کا پانی پینا

عَنِ الجَعْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ «فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، مِثْلَ زِرِّ الحَجَلَةِ

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے میری خالہ نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ پھر آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے وضو فرمایا، تو میں نے آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کا پانی پیا۔ پھر میں آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا، میں نے آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مسہری کی گھنڈی کی طرح کی مہر نبوت دیکھی۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الوضوء۔۔۔ بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوءِ النَّاسِ)

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الفضائل۔۔۔ بَابُ إِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ، وَصِفَتِهِ، وَمَحَلِّهِ مِنْ جَسَدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

جبہ مبارکہ دھو کر مریضوں کو پلانا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام کو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس چند وضاحتیں حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو اسے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا جبہ مبارک نکال کر دکھایا اور فرمایا:

هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا

''' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ ہے۔ انہوں نے مجھے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکال کے دکھایا، جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ اور کہا: یہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو میں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے اور ہم اسے دھوکر شفاء حاصل کرنے کیلیے بیماروں کو پلاتے ہیں۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب اللباس والزینۃ۔۔۔ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ)

استعمال شدہ کپڑہ کفن کے لیے مانگنا

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: »أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ، فِيهَا حَاشِيَتُهَا، أَتَدْرُونَ مَا البُرْدَةُ؟ قَالُوا: الشَّمْلَةُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ ، فَحَسَّنَهَا فُلاَنٌ، فَقَالَ: اكْسُنِيهَا، مَا أَحْسَنَهَا، قَالَ القَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ، لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ، وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لاَ يَرُدُّ، قَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ، مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي، قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ

حضرت سہل (ابن سعد الساعدی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاشیہ دار بنی ہوئی چادر لے کر حاضر ہوئی۔ تم جانتے ہو وہ چادر کیا تھی؟ لوگوں نے کہا: شملہ (چھوٹی چادر جو بطور تہبند استعمال ہوتی ہے) کہا درست

ہے۔اس عورت نے کہا: میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے اور آپ کو پہنانے کے لئے لے کر حاضر ہوئی ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ چادر اس حال میں لی کہ آپ کو ضرورت بھی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسے تہبند کے طور پر باندھ کر تشریف لائے۔ایک شخص نے اس کی تعریف کی اور کہا؛ یہ مجھے دے دیجیے، کتنی اچھی ہے یہ۔لوگوں نے کہا: تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے ضرورت کی حالت میں پہنا ہے، پھر بھی تم نے مانگ لی، اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ سائل کو خالی نہیں لوٹاتے۔اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ چادر پہننے کے لئے نہیں مانگی، اس لیے مانگی ہے کہ میرا کفن بنے۔سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ اس کا کفن بنی۔

(صحیح بخاری--- کتاب الجنائز---بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ)

چادر مانگنے والے صحابی کون تھے؟

المحب الطبری نے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور طبرانی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔طبرانی کی ایک روایت میں سائل مذکور ایک اعرابی بیان کیا گیا ہے۔مگر اس کی سند میں زمعہ بن صالح ہے جو ضعیف ہے۔

(عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۶۲ مطبوعہ دمشق)

پسینہ مبارک سامان برکت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا،

فَأُتِيتْ فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ، عَلَى فِرَاشِكِ، قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ، وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ، عَلَى الْفِرَاشِ، فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا، فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا تَصْنَعِينَ؟ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ « فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ: أَصَبْتِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلیم کے گھر تشریف لاتے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے بستر پر آرام فرما لیا کرتے ۔دوپہر کو کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا۔فرماتے ہیں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور بستر پر آرام فرمانے لگے ۔اتنے میں ام سلیم بھی آ گئیں ۔انہیں بتایا گیا کہ تمہارے گھر میں تمہارے بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا ہوا ہے اور چمڑے کے بچھونے پر جمع ہو رہا ہے۔انہوں نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ پونچھ پونچھ کر شیشوں میں بھرنے لگیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ بیٹھے اور پوچھا، اے ام سلیمؓ! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنے بچوں کیلیے برکت کا سامان کر رہی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے درست کیا۔

مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا، وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ

''یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں اور یہ سب سے بہتر خوشبو ہے۔''

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الفضائل ۔۔۔ بَابُ طِيبِ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّبَرُّكِ بِهِ

نوٹ : ام سلیم اور ام حرام دو بہنیں، وہ خوش نصیب عورتیں ہیں جن کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کبھی کبھی دن کے وقت آرام فرما ہوتے تھے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محرم تھیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ اس رشتے کی کیفیت کیا تھی؟ بعض نے کہا کہ وہ رضاعی خالہ تھیں اور بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد یا دادا کی طرف سے خالہ لگتی تھیں۔ (شرح صحیح مسلم ۔ امام نووی)

پس خوردہ مبارک خود ہی لوں گا

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: »أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟« فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ،

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پینے کی کوئی چیز لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس میں سے کچھ پیا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دائیں طرف ایک لڑکا (عبداللہ ابن عباس) تھا اور بائیں جانب بڑے لوگ۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لڑکے سے کہا، اجازت دو تو یہ ان لوگوں کو دے دوں؟ لڑکے نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کا جو تبرک میرا حصہ بنتا ہے اس میں سے میں اپنے پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔"

(صحیح مسم۔۔۔ کتاب الاشربہ۔۔۔باب استحباب ادارۃ الماء)

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الاشربہ۔۔۔باب ھل یستاذن الرجل من عن یمینہ)

اظہار عقیدت کا بے مثل انداز

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کفار کی جانب سے سفیر بن کر آئے۔اس وقت تک یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔بارگاہ رسالت میں صحابہ کے اظہار عقیدت کا مشاہدہ کیا اور واپس جا کر کفار مکہ کو بتایا:

فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى المُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ.

بخدا! اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بلغم بھی تھوکھا تو ان کے

اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑا اور اس نے اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تو بجا آوری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضو کرنے لگتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی۔جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفتگو کرنے لگتے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ نہ سکتے تھے۔"

(صحیح بخاری --- کتاب الشروط --- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پاک سے ایسی کوئی شے ظاہر نہیں ہوتی تھی جسے دیکھ کر بندے کو گھن آئے۔قاضی عیاں رحمۃ اللہ علیہ نے الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں احادیث روایت کیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف فرما ہوتے وہاں سے بی کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔

پیالہ مبارک سنبھال کے رکھا

ابوحازم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ سَهْلٌ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: »اسْقِنَا« لِسَهْلٍ، قَالَ: فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هَذَا الْقَدَحَ، فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ، قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا

فِيهِ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ بَعْدَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَوَهَبَهُ لَهُ

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سہل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہمیں کچھ پلاؤ۔ (سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے یہ پیالا نکالا اور اس میں انہیں پلایا۔ ابو حازم کہتے ہیں: سہل رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ نکال کر ہمیں دکھایا اور ہم نے بھی اس میں پیا۔ پھر یہ پیالہ ان سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مانگ لیا تو انہوں نے دے دیا۔''

(صحیح مسلم --- کتاب الاشرب --- باب اباحۃ النبیذ)

(صحیح بخاری --- کتاب الاشربہ --- باب الشرب من قدح النبی صلی علیہ وآلہ وسلم)

عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، قَالَ: رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدْ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ، قَالَ: وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيضٌ مِنْ نُضَارٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا القَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا « قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: إِنَّهُ كَانَ فِيهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ: لاَ تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ

عاصم الاحول کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا جو پھٹ گیا تھا اور چاندی کی تاروں سے گانٹھا ہوا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ وہ پیالہ نہایت عمدہ، عریض اور چمکدار لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں،: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کو بار ہا پلایا ہے۔ کہتے ہیں: ابن سیرین نے بتایا کہ اس پیالہ کے ارد گرد لوہے کا کڑا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا حلقہ ڈلوالیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس چیز کو جس حال میں رکھا، اس میں کوئی تبدیلی نہ کرو، تو انہوں نے اپنا ارادہ بدل ڈالا.

(صحیح بخاری--- کتاب الاشربہ ---بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلہ وسَلَّمَ وَآنِيَتِهِ)

نعلین، پیالہ اور تلوار

عن عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ البُنَانِيُّ بَعْدُ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا »نَعْلاَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عیسیٰ بن طہمان بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو پرانے جوتے نکال کے دکھائے جن پر دو تسمے لگے تھے۔ بعد میں ثابت بنانی علیہ الرحمہ نے مجھے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاپوش مبارک تھے۔

(صحیح بخاری---كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ---بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَصَاهُ، وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ، وَخَاتَمِهِ)

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ، فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ« قَالَ عَاصِمٌ: رَأَيْتُ القَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيهِ۔

ابن سیرین، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پانی پینے کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جہاں سے ٹوٹا تھا وہاں سے چاندی کی زنجیر کے ساتھ جوڑ لیا تھا۔ عاصم کہتے ہیں: میں نے وہ پیالہ دیکھا اور اس میں (حصول برکت کے لئے) پانی بھی پیا۔

(صحیح بخاری۔۔۔کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ۔۔۔بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَصَاهُ، وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ، وَخَاتَمِهِ)

سیدنا امام زین العابدین علی جدہ و علیہ السلام کربلا سے واپس مدینہ منورہ آئے تو مِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور عرض کیا:

هَلْ لَکَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ میرے لائق کوئی خدمت ہے تو حکم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ پھر انہوں نے درخواست کی:

فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَکَ القَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ، لاَ يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي،

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جو تلوار آپ کے پاس ہے وہ مجھے عنایت فرما دیں۔ مجھے ڈر ہے کہ لوگ زبردستی آپ سے وہ تلوار چھین نہ لیں۔ خدا کی قسم! اگر آپ مجھے دیں گے تو جب تک جان میں جان ہے کوئی مجھ سے نہ لے سکے گا۔

(صحیح بخاری۔۔۔کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ۔۔۔بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَصَاهُ، وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ، وَخَاتَمِهِ)

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔۔۔بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

متبرک پانی پینے کا ایک انداز

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، هَذَا الحَدِيثَ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ العَصْرُ، وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ، فَجُعِلَ فِي إِنَاءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ: »حَيَّ عَلَى أَهْلِ الوُضُوءِ، البَرَكَةُ مِنَ اللهِ« فَلَقَدْ رَأَيْتُ المَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوا، فَجَعَلْتُ لاَ آلُو مَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِي مِنْهُ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ. قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور ہمارے پاس سوائے تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے کچھ نہ تھا۔ اسے ایک برتن میں ڈال کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا اور انگلیاں پھیلا دیں اور فرمایا: آؤ وضو کرلو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ میں نے دیکھا، پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔ لوگوں نے اس کے ساتھ وضو کیا اور پیا بھی۔ میں نے یہ جان کر کہ یہ برکت ہے اتنا پیا، اتنا پیا کہ اس کی پرواہ بھی نہ کی، پیٹ میں کتنا پانی چلا گیا ہے۔ میں (راوی حدیث سالم) نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کتنے لوگ تھے؟ فرمایا، ایک ہزار چار سو۔

(صحیح بخاری۔۔۔، کتاب الاشربہ۔۔۔بَابُ شُرْبِ البَرَكَةِ وَالمَاءِ المُبَارَكِ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ملنے والا انعام

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟، قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: مَا لَكَ؟، قُلْتُ: إِنِّي عَلَى جَمَلٍ ثَفَالٍ، قَالَ: أَمَعَكَ قَضِيبٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَعْطِنِيهِ، فَأَعْطَيْتُهُ، فَضَرَبَهُ، فَزَجَرَهُ، فَكَانَ مِنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ، قَالَ: بِعْنِيهِ، فَقُلْتُ: بَلْ، هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: بَلْ بِعْنِيهِ قَدْ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ، وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟، قُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلاَ مِنْهَا، قَالَ: فَهَلَّا جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ، قُلْتُ: إِنَّ أَبِي تُوُفِّيَ، وَتَرَكَ بَنَاتٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ خَلاَ مِنْهَا، قَالَ: فَذَلِكَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، قَالَ: يَا بِلاَلُ، اقْضِهِ وَزِدْهُ، فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ، وَزَادَهُ قِيرَاطًا، قَالَ جَابِرٌ: لاَ تُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنِ الْقِيرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں ایک سست رفتار اونٹ پر سوار تھا اور سب سے پیچھے رہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میری جانب سے گزر ہوا تو پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا: جابر بن عبداللہ۔ فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا سست رفتار اونٹ پر سوار ہوں۔ پوچھا: تمہارے پاس چھڑی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا: مجھے دو۔ میں نے آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ اونٹ کو مارا اور ڈانٹا بھی۔ پھر تو وہ سب سے آگے رہنے لگا۔ فرمایا: یہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ میں نے کہا: یہ آپ ہی کا ہے۔ فرمایا: نہیں! بلکہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ میں یہ اونٹ چار دینار کا لیتا ہوں، اور مدینہ تک سواری کا تمہیں حق دیتا ہوں۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو میں دوسری جانب جانے لگا، پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: میں نے ایک بیوہ کے ساتھ شادی کی ہے۔ فرمایا: کسی کنواری سے کرتے، وہ تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم اس کے ساتھ۔ عرض کیا: میرے والد فوت ہو چکے ہیں اور انہوں نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑی ہیں، میں نے ارادہ کیا کہ کسی تجربہ کار بیوہ عورت سے شادی کرلوں۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس کی رقم اسے دے دو اور کچھ زیادہ بھی دینا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے چار دینار اور ایک قیراط ادائیگی کی۔ جابر کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے والی وہ زائد رقم ہمیشہ میرے پاس رہتی ہے۔ یوں وہ ہمیشہ جابر رضی اللہ عنہ کے تھیلے میں موجود رہتی۔

(صحیح بخاری ۔۔۔، کتاب الوکالة ۔۔۔ بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا، وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي، فَأَعْطَى عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ)

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب المساقاة والمزارعة ۔۔۔ بَابُ بَيْعِ الْبَعِيرِ وَاسْتِثْنَاءِ رُكُوبِهِ)

بابرکت ہاتھ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: » كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُهُ بِيَدِ نَفْسِهِ، لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْ يَدِي

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سورۃ الفلق اور الناس پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مرض الوصال میں مبتلا تھے تو میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دم کرتی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ کو آپ پر پھیرتی کیونکہ وہ میرے ہاتھوں سے کہیں زیادہ بابرکت تھے۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب السلام۔۔۔بَابُ رُقْيَةِ الْمَرِيضِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَالنَّفْثِ)

تبرکات، سامان برکت

''تبرکات برکت کا سامان ہوتے ہیں'' یہ صحابہ کا اپنا اندازہ ہی نہ تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اپنے طرزِ عمل سے اس حقیقت کی طرف متوجہ فرمایا تھا۔

کفن کے لئے اپنا تہبند عطا فرمایا

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي « فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے درآنحالیکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اس کو تین یا پانچ اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور رکھ دینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ ہم نے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمارے طرف اپنی چادر پھینکی اور فرمایا: اس کو سب کپڑوں کے نیچے پہنانا (یعنی یہ کپڑا جسم کے ساتھ لگا ہوا ہونا چاہیئے)

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الجنائز ۔۔۔ بَابٌ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ)

بال مبارک تقسیم فرمائے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنًى، فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منیٰ میں (دس ذوالحجہ کو) تشریف لائے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں، پھر اپنی قیام گاہ میں تشریف لائے۔ منیٰ میں قربانی کے بعد حجام سے بال لینے کو کہا اور دائیں جانب اشارہ کیا، پھر بائیں جانب اور پھر (بال مبارک) لوگوں کو دینے شروع فرمائے۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الحج ۔۔۔ بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ، ثُمَّ يَنْحَرَ، ثُمَّ يَحْلِقَ)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ، ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ « فَقَالَ: »احْلِقْ فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ: اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب جمرہ العقبہ کو کنکریاں ماریں، اور اپنی قربانیاں نحر کیں اور بال مبارک منڈوانا چاہے، تو حجام کے سامنے دائیں طرف پیش فرمائی، اس نے اس طرف کے بال مونڈے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوطلحہ کو بلایا اور بال انہیں عنایت فرما دیئے۔ پھر بائیں جانب پیش فرمائی اور حجام سے کہا: حلق کر، تو اس نے اس طرف کے بال مونڈے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بال بھی ابوطلحہ کو عطا فرما دیئے۔ اور فرمایا: انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الحج۔۔۔ بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ، ثُمَّ يَنْحَرَ)

وضو کا پانی مریض پر ڈالا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ، فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ: صُبُّوا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ: لاَ يَرِثُنِي إِلَّا كَلاَلَةٌ، فَكَيْفَ المِيرَاثُ؟ فَنَزَلَتْ آيَةُ الفَرَائِضِ

محمد بن المنکدر سے روایت ہے: فرماتے ہیں: میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ

عنہ سے سنا، میں بیمار تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی میرے اوپر چھڑکا یا کسی اور سے فرمایا کہ اس پر چھڑک دو۔میں ہوش میں آ گیا۔میں نے عرض کیا کہ میں کلالہ (جس کی اولاد ہو نہ والدین) ہوں، میری وراثت کیسے تقسیم ہو گی ؟اس وقت تقسیم وراثت کی آیت اتری۔

(صحیح بخاری ۔۔۔کِتَابُ المَرْضَى ۔۔۔بَابُ وُضُوءِ العَائِدِ لِلْمَرِيضِ)

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلاَمٌ مِنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ، عَنِ المِسْوَرِ، وَغَيْرِهِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ انہیں محمود بن الربیع نے بتایا، انہوں نے کہا: یہ محمود بن الربیع) وہ ہیں جن کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے کنویں سے پانی لے کر اپنے منہ میں ڈال کر پھینکا تھا۔عروہ رضی اللہ عنہ، مسور رضی اللہ عنہ سے اور ان کے علاوہ اور صحابہ سے روایت کرتے ہیں، جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے تھے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کا پانی لینے کے لئے یوں لگتا کہ لڑ پڑیں گے۔

(صحیح بخاری ۔۔۔کِتَابُ الوُضُوءِ ۔۔۔بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوءِ النَّاسِ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تھا۔آپ جِعِرانَہ میں اترے (مکہ اور مدینہ کے درمیان) آپ کے ساتھ بلال

بھی تھے، ایک اعرابی آیا اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپ میرے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیوں نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "ابشر" بشارت قبول کرو۔ وہ بولا! آپ مجھے بار بار "ابشر" "ابشر" کہتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیرا اور ابو موسیٰ و بلال رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اس شخص نے بشارت کو رد کر دیا، تم دونوں قبول کرو۔ دونوں نے کہا، قَبِلْنَا ہم نے قبول کی پھر،

ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: »اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا، وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ، فَفَعَلَا مَا أَمَرَهُمَا بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَادَتْهُمَا أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا مِمَّا فِي إِنَائِكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہاتھ اور چہرا دھویا اور کلی فرمائی اور فرمایا: تم دونوں اس میں سے پیو بھی اور چہروں اور سینوں پر بھی ڈال لو اور خوش ہو جاؤ۔ ان دونوں نے پیالہ لیا اور جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ کیا۔ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی، اپنی ماں کے لیے بھی اپنے برتن میں کچھ بچانا۔ تو انہوں نے اس میں سے کچھ ان کے لیے بھی بچا لیا۔

صحیح مسلم ---کتاب الفضائل--- بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيَّيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

(صحیح بخاری --- کتاب الوضوء---باب استعمال فضل وضوء اللناس)

باب سوم

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْکَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْکَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب لوگ قحط کا شکار ہوتے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور کہتے، اے اللہ! ہمارا معمول یہ تھا کہ تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے اور تو ہمیں سیراب فرما دیا کرتا۔ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ہمیں سیراب فرما۔راوی کا بیان ہے کہ پانی برس پڑتا۔

(صحیح بخاری۔۔۔ ابواب الاستسقاء۔۔۔ بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الإِمَامَ الِاسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا)

فائدہ:

بارش نہ ہونے کی صورت میں رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دعا کی درخواست کی جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا نزول باراں کے لیے وسیلہ

ثابت ہوتی۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی گئی۔اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی دعا کی اور بارش برسنے لگی۔ دعا کے لئے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتخاب "عم نبینا" (ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا) کی حیثیت سے تھا، جونسبتِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے مقبول بارگاہ خداوندی تصور کیا گیا۔ یہ بالواسطہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنانا ہے۔لہذا بعض لوگوں نے جو آقا کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات سے توسل کو ناجائز ثابت کرنے کوشش کی ہے وہ عبث ہے۔ بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کو براہ راست وسیلہ کے طور پر پیش کرنا بھی جائز تھا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسبت والی کسی چیز کا وسیلہ بھی۔ جب نسبت رکھنے والی کسی چیز کا وسیلہ پیش کیا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس ذات کو بطور وسیلہ پیش کرنا اب جائز نہیں رہا۔(مؤلف عفی عنہ)

قرابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس تشریف فرما تھے، دوران گفتگو فرمایا۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قرابت داروں سے حسن سلوک مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز

ہے۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الجهاد۔۔۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُورَثُ مَاتَرَكْنَافَهُوَصَدَقَةٌ)

زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کا درس

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ مقام سَرِف سے اٹھایا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَاتُزَعْزِعُوهَا، وَلَاتُزَلْزِلُوهَا، وَارْفُقُو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جب تم ان کی میت کو اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا، بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب النکاح۔۔۔ بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ)

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الرضاع۔۔۔ بَابُ جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضُرَّتِهَ)

ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات

ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکۃ تھا۔ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی لونڈی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو انہوں نے پرورش میں بنیادی کردار ادا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: میری ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہیں۔ (اسد الغابہ)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: " انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ. فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آؤ! حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے چلیں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اللہ جل جلالہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے جو اجر ہے وہ زیادہ اچھا ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لئے نہیں رو رہی کہ میں جانتی نہیں ہوں کہ اللہ کے پاس جو اجر ہے وہ زیادہ اچھا ہے، لیکن میں اس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا ہے۔ پھر کیا تھا، ان دونوں پر بھی گریہ طاری ہو گیا اور وہ بھی رونے لگے۔

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔۔۔بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا)

نماز کی جگہ نماز

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: كُنْتُ آتِي

مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ المُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلاَةَ عِنْدَ هَذِهِ الأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلاَةَ عِنْدَهَا.

یزید بن ابی عبید کہتے ہیں۔ میں سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا، وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے، جو مصحف کے پاس ہے۔ میں نے کہا؛ اے اباالمسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے ہیں؟ فرمانے لگے: اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے پاس نماز پڑھتے دیکھتا تھا۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الصلوۃ۔۔۔ بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى الأُسْطُوَانَةِ)

حصول برکت کے لئے گھر میں نماز پڑھوانا

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ، كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى، وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ، وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ البَصَرِ، فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلَّى، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ؟ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِنَ البَيْتِ، فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمود بن الربیع الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نابینا صحابی تھے اور اپنی قوم کی امامت کرتے تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اندھیرا ہوتا ہے۔ گلیوں میں پانی بھی آجاتا ہے اور

میں نابینا ہوں، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ اس جگہ کو میں جائے نماز بنا لوں۔ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہاں نماز پڑھوانا چاہتے ہو؟ انہوں نے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہاں نماز ادا فرمائی۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ الأَذَانِ ۔۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي المَطَرِ وَالعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ)

(صحیح مسلم ۔۔۔ كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ ۔۔۔ بَبَابُ الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ بِعُذْرٍ)

مدینہ منورہ میں موت کی تمنا

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: »اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: اے اللہ! اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شہر میں مقدر فرما۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب فضائل المدینہ)

منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کا درس

حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أُسْقِيَ الْحَاجَّ،

وَقَالَ آخَرُ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَقَالَ آخَرُ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ، فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، وَقَالَ: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کے منبر کے پاس بیٹھا تھا۔ایک شخص بولا، مسلمان ہو جانے کہ بعد میں اگر حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں تو اس کے علاوہ مجھے کسی اور عمل کی پرواہ نہیں ہے۔دوسرے نے کہا، اسلام قبول کر لینے کے بعد مجھے اگر مسجد حرام کی مرمت کی سعادت مل جائے تو میں اس کے علاوہ کسی اور عمل کی حاجت محسوس نہیں کرتا۔تیسرا شخص بولا، اللہ کی راہ میں جہاد تمہارے بیان کیئے ہوئے اعمال سے افضل ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا: رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کے منبر کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو‘‘

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الامارۃ۔۔۔ بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى)

مسجد نبوی شریف کے احترام کا حکم

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا - أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ - قَالاَ: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ البَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا۔کسی نے میری طرف کنکری پھینکی۔ میں نے دیکھا تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔آپ نے فرمایا:

جاؤ! ان دو آدمیوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں انہیں لے کر آیا تو آپ نے ان سے پوچھا: کس قبیلہ سے ہو؟ یا فرمایا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا طائف کے۔ فرمایا؛ اگر تم اس شہر (مدینہ) کے ہوتے تو تمہیں ضرور سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو؟

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الصلوۃ۔۔۔ بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي المَسَاجِدِ)

حدیث کا احترام نہ کرنے پر قطع تعلق

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: لاَ تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الخَذْفِ، أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الخَذْفَ وَقَالَ: »إِنَّهُ لاَ يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلاَ يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ، وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ العَيْنَ« ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الخَذْفَ، وَأَنْتَ تَخْذِفُ لاَ أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے، (یا یوں کہا کہ) آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا، کہ اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے، البتہ! یہ کبھی دانت توڑ دیتی ہے اور کبھی آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس شخص کو پھر کنکریاں پھینکتے دیکھا تو فرمایا؛ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں، کہ آپ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکریاں پھینکتے جا رہے ہو، میں اتنے دن (دنوں کی کوئی تعداد بیان کی) تمہارے ساتھ کلام نہیں کروں گا۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ ۔۔۔ بَابُ الخَذْفِ وَالبُنْدُقَةِ)

نام نہیں مٹا سکتا

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ البَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الحُدَيْبِيَةِ، كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا، فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ المُشْرِكُونَ: لاَ تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَمْ نُقَاتِلْكَ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ: امْحُهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل حدیبیہ کے ساتھ صلح فرمائی تو صلح نامہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لکھا۔ آپ نے لکھا: محمد رسول اللہ۔ مشرکوں نے کہا: محمد رسول اللہ نہ لکھو، اس لیے کہ اگر تم اللہ کے رسول ہوتے تو ہم تمہارے ساتھ جنگ نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اسے مٹا دو۔ تو انہوں نے عرض کیا، میں وہ نہیں ہوں جو اسے مٹا سکے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مٹایا۔ (اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا گیا)

(صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ الصُّلْحِ ۔۔۔ بَابٌ: كَيْفَ يُكْتَبُ هَذَا: مَا صَالَحَ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ)

صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الجہاد ۔۔۔ باب صلح الحدیبیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان کی عزت کا انوکھا انداز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا المَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي، فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلاَ يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلاَنِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ، أَوْ عَجِبَ، مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ المُفْلِحُونَ} [الحشر:9]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا (وہ بھوکا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کے ہاں کھانے کے لئے پیغام بھیجا تو جواب آیا: ہمارے ہاں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کون ہے جو اسے اپنا مہمان بنائے؟ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ مہمان کو لے کر گھر پہنچے اور اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان کی عزت کا خیال رکھنا۔ بیوی نے کہا: ہمارے پاس اپنے بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: کھانا تیار کرو، چراغ

جلاؤاور بچوں کو، جب وہ کھانا مانگیں،تو سلا دو۔اس نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا۔پھر وہ اٹھی اور چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے اسے بجھا دیا۔(اندھیرے میں) وہ دونوں اس کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرتے رہے کہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں اور رات فاقے سے بسر کردی۔

صبح جب وہ انصاری بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: آج رات تمہارے اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے بہت پسند فرمایا ہے۔اس پر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:{وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} [الحشر:9]

ترجمہ: وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود شدید حاجت میں ہی کیوں نہ ہوں۔اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔

(صحيح مسلم۔۔۔بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ})

تیراندازی سے ہاتھ روک لیا

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلاَنٍ قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكُمْ لاَ تَرْمُونَ؟، قَالُوا: كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

یزید بن عبید کہتے ہیں: میں نے سلمہ بن الاکوع سے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبیلہ اسلم کے لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو (دو گروہ ہو کر) تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اے بنی اسماعیل! تیر اندازی کرو، تمہارے باپ ایک اچھے تیر انداز تھے اور (ایک گروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) میں اس گروہ کے ساتھ ہوں۔ دوسرے فریق نے تیر اندازی سے ہاتھ روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تم تیر کیوں نہیں پھینکتے؟ انہوں نے کہا: ہم کیسے تیر پھینکیں جب کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تیر اندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

(صحیح بخاری --- كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ --- بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ)

اپنی عزت سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی عزت کا خیال

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ، كَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَبَبْتُهُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي دَعْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہشام اپنے باپ (عروہ بن زبیر، جو ام المؤمنین کے بھانجے ہیں) سے روایت کرتے ہیں: حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بہت کچھ کہا تھا (یعنی تہمت لگانے والوں میں شامل تھے)۔ میں نے ان کو برا کہا تو ام المؤمنین نے فرمایا: اے بھانجے! نہ کرو! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے کفار کو (ان کے گستاخی پر مبنی اشعار کا) جواب دیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب فَضَائِلِ الصّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَی عَنْھُمْ۔۔۔بَابُ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)

باب چہارم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں سے پیار

کدو سے محبت ہوگئی

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَجِيءَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ ذَلِكَ الدُّبَّاءِ وَيُعْجِبُهُ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ جَعَلْتُ أُلْقِيهِ إِلَيْهِ وَلَا أَطْعَمُهُ، قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: فَمَا زِلْتُ بَعْدُ يُعْجِبُنِي الدُّبَّاءُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دعوت دی۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے شوربے والا کدو لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس میں سے کدو کے ٹکڑے لے لے کر کھانے لگے، کدو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پسند بھی تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو کدو کے ٹکڑے آپ کے سامنے پیش کرنے لگا اور خود کھانے سے گریز کیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس دن سے مجھے کدو سے محبت ہوگئی۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الاشربہ ۔۔۔ بَابُ جَوَازِ أَكْلِ الْمَرَقِ، وَاسْتِحْبَابِ أَكْلِ الْيَقْطِينِ)

سرکہ سے محبت ہوگئی

عن طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ، فَقَالَ: مَا مِنْ أُدُمٍ؟فَقَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ، قَالَ: فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدُمُ، قَالَ جَابِرٌ: فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وقَالَ طَلْحَةُ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ۔

طلحہ بن نافع کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے روٹی کے ٹکڑے لائے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا: کوئی سالن بھی ہے؟ گھر والوں نے کہا: اور تو کچھ نہیں بس تھوڑا سا سرکہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔جابر فرماتے ہیں: جب سے میں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی ہے مجھے سرکہ سے محبت ہوگئی ہے۔طلحہ کہتے ہیں: جب سے میں نے یہ بات جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، مجھے بھی سرکہ سے محبت ہوگئی ہے۔

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب الاشربہ۔۔۔بَابُ فَضِيلَةِ الْخَلِّ وَالتَّأَدُّمِ بِهِ)

مسجد قبا کی زیارت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً كُلَّ سَبْتٍ، وَكَانَ يَقُولُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ

عبداللہ بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر ہفتہ کو مسجد قبا میں آتے تھے اور فرمایا کرتے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہاں

ہر ہفتے آتے دیکھا ہے۔''

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الحج۔۔۔بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ)

صرف دو رکنوں کا استلام

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَ، وَالْحَجَرَ، مُذْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا، فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کا ستلام کرتے دیکھا ہے تب سے میں نے ان دونوں کے استلام کو کبھی نہیں چھوڑا، نہ شدت میں نہ آسانی میں۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الحج۔۔۔بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ)

اونٹنی بٹھانے کے لئے جگہ کا انتخاب

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ، أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ، الَّتِي كَانَ يُنِيخُ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ کی اس کنکریلی زمیں میں اپنی اونٹنی بٹھاتے تھے جس میں رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اپنی اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الحج۔۔۔باب استحباب النزول ببطحاء ذی الحلیفة

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے چار منفرد کام

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ: لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ: رَأَيْتُكَ لاَ تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا اليَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلاَلَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَّا الأَرْكَانُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا اليَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا الإِهْلاَلُ: فَإِنِّي »لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ

عبید بن جریج نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، اے ابا عبدالرحمان! میں آپ کو چار ایسے کام کرتے دیکھتا ہوں جو آپ کے ساتھیوں کو کرتے نہیں دیکھتا۔انہوں نے پوچھا۔اے ابن جریج! وہ چار کام کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صرف دو یمانی رکنوں (رکن یمانی اور رکن اسود) کو چھوتے ہیں باقی کو نہیں، آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں، زرد رنگ استعمال کرتے ہیں اور مکہ میں لوگ ذی الحج کا چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں۔اور حج کا احرم باندھ لیتے ہیں جبکہ آپ آٹھویں دن تک احرام نہیں باندھتے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا،: دوسرے ارکان کو اس لیے نہیں

چھوتا کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو صرف انہی دونوں کو چھوتے دیکھا۔ سبتی جوتے اس لیے استعمال کرتا ہوں کہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایسے جوتے پہنتے دیکھا۔ جن پر بال نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہی کو پہنے وضو فرمالیا کرتے تھے۔، اور میں بھی ایسے ہی پہننے پسند کرتا ہوں۔ اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زرد رنگ رنگتے ہوئے دیکھا ہے تو میں بھی ایسے رنگ کو پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس وقت تک لبیک پکارتے نہیں دیکھا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لے کر اٹھ کھڑی نہ ہوتی۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الوضوء ۔۔۔ باب غَسۡلِ الرِّجۡلَیۡن فی النَّعۡلَیۡن ۔)

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الحج ۔۔۔ بیان ان الافضل ان یحرم حین تنبعث به راحلته)

نوٹ:

سبتی جوتے ان جوتوں کو کہتے ہیں جن پر بال نہ ہوں۔ اس زمانے میں عام لوگ ایسے جوتے استعمال کرتے تھے جن کی جلد سے بال دور نہیں کئے ہوتے.

کعبہ کے اندر نماز

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا دَخَلَ الكَعْبَةَ مَشَى قِبَلَ وَجْهِهِ حِينَ يَدْخُلُ، وَجَعَلَ البَابَ قِبَلَ ظَهْرِهِ، فَمَشَى حَتَّى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثَةِ أَذْرُعٍ، صَلَّى يَتَوَخَّى المَكَانَ الَّذِي أَخْبَرَهُ بِهِ بِلاَلٌ، أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، قَالَ: وَلَيْسَ عَلَى أَحَدِنَا بَأْسٌ إِنْ صَلَّى فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبہ میں داخل ہوتے تو چند قدم آگے بڑھتے، دروازہ پشت کی طرف ہوتا۔آپ آگے بڑھتے اور جب ان کے اور سامنے والی دیوار کے درمیان تقریباً تین ہاتھ فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے، اس طرح وہ اس جگہ نماز پڑھنے کی کوشش کرتے تھے جس کے متعلق انہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی۔آپ (مسئلہ سمجھانے کے لئے) فرماتے تھے: بیت اللہ میں جس جگہ بھی نماز پڑھیں کوئی مضائقہ نہیں۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الصلوۃ۔۔۔بَابُ الصَّلاَةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ)

باب پنجم

حالت نماز میں ادب واحترام کالحاظ

نماز اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضری ہے،جس میں چھوٹا، بڑا،امیر غریب،اور اعلیٰ وادنیٰ کے سارے امتیازات ختم ہو جاتے ہیں۔اور''تیری سرکار میں پہنچے توسبھی ایک ہوئے۔'' کانظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔

نماز پڑھی جارہی ہو،کوئی قابل احترام شخصیت آجائے تواس حال میں کہ اللہ جل جلالہ کی بارگاجلالت مآب میں حاضری ہے،کسی اور کے احترام کی گنجائش نہیں نکلتی۔اگر وقت کا بادشاہ دیر سے آئے اوراسے وہاں جگہ ملے جہاں مسلمانوں نے جوتے اتارے ہیں،تو اسے بھی وہیں،اسی جوتوں والی جگہ پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ہوگی،اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اور کو پیچھے ہٹا کر خود آگے کھڑا ہو جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک اس سے مستثنٰی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واحترام کونماز کے آداب کے منافی نہیں سمجھا، بلکہ عین حالت نماز بھی اسے واجب جانا اور یوں ادب واحترام کے باب میں اپنی عقیدت کا وہ روح پرور نظارہ پیش کیاہے کہ پوری تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔آیئے احادیث مبارکہ کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے،چشم تصور سے کچھ ایسے روح پرور مناظر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

صحابہ کرام نماز میں تالیاں بجاتے ہیں

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُقِيمُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم بنوعمرو بن عوف میں صلح کروانے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور پوچھا، کہ اگر آپ نماز پڑھائیں تو میں اقامت کہوں؟ فرمایا کہو۔ حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم صفوں میں گھسے اور

(پہلی) صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔لوگوں نے تالیاں بجائیں۔حضرت ابوبکر نماز میں ادھر ادھر توجہ نہ کرتے تھے۔جب لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجانی شروع کیں تو مڑ کر دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نظر پڑی، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس ارشاد پر اللہ کا شکر ادا کیا، پھر پیچھے ہٹنے لگے، یہاں تک کہ صف میں شامل ہو گئے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔نماز کے بعد صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا؛اے ابوبکر! میں نے تجھے حکم دیا اور تو اپنی جگہ کھڑا کیوں نہیں رہا؟ عرض کیا، ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا؛تم لوگوں نے اتنی کثرت سے تالیاں کیوں بجائیں؟ جب کسی کو نماز میں کوئی حاجت پیش آ جائے تو اسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہے۔جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ ہو جائے گی۔تالی کا اشارہ تو عورتوں کے لئے ہے۔''

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الصلوٰۃ۔۔۔بَابُ تَقْدِيمِ الْجَمَاعَةِ مَنْ يُصَلِّي بِهِمْ إِذَا تَأَخَّرَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَخَافُوا مَفْسَدَةً بِالتَّقْدِيمِ)

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الاذان۔۔۔باب من دخل لیؤم الناس)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دوران نماز مصلیٰ سے ہٹنا

عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَذَكَرْنَا المُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلاَةِ وَالتَّعْظِيمَ لَهَا، قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ

الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَأُذِّنَ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ، قِيلَ لِلْأَعْمَشِ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلاَتِهِ، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: بِرَأْسِهِ نَعَمْ

اسود کہتے ہیں کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس تھے۔نماز کی پابندی اور اس کی عظمت کا ذکر ہو رہا تھا،تو انہوں نے فرمایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مرض الموت میں تھے تو نماز کا وقت ہوا۔اذان ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔عرض کیا گیا: ابوبکر نرم دل آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا تو یہی جواب عرض کیا گیا۔تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہی بات کہی اور فرمایا: تم یوسف علیہ السلام والیوں کی طرح ہو۔چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے نکلے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو آدمیوں کا سہارا لے کر نکلے۔وہ منظر اب بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے کہ تکلیف کی شدت سے پاؤں زمین پر گھسٹتے چلے جا رہے تھے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی

جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لایا گیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اعمش (حدیث کے راوی) سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز پڑھائی اور ابوبکر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے، اور لوگ حضرت ابوبکر کی؟ تو انہوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا، ہاں!''

(صحیح بخاری۔۔۔ كِتَابُ الأَذَانِ۔۔۔بَابٌ: حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ)

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الصلٰوۃ۔۔۔باب اسخلاف الامام) (با اختلاف الفاظ)

دوران نماز نگاہوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لگ جانا

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الأَنْصَارِيُّ - وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ - أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلاَةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلاَةِ »فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلاَتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیرو کار، خادم اور صحابی تھے، بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی اس بیماری کے ایام میں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا، لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کا دن تھا، لوگ نماز میں صفیں باندھے کھڑے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور ہمیں دیکھنے لگے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے۔، چہرہ قرآن کا ورق معلوم ہوتا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ہمیں اس قدر خوشی ہوئی کہ ہم نے فتنہ میں پڑ جانے کا ارادہ کر لیا (یعنی نماز توڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا)۔ حضرت ابوبکر صف میں شامل ہونے کے لئے پیچھے ہٹنے لگے، ان کا خیال تھا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ فرمایا: نماز پوری کر لو اور پردہ نیچے گرا دیا۔ اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

(صحیح بخاری۔۔۔ كِتَابُ الأَذَانِ۔۔۔بَابٌ: أَهْلُ العِلْمِ وَالفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ)

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الصلٰوۃ۔۔۔ باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر)

نوٹ؛ جس حجرہ کا پردہ ہٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو دیکھا وہ اس محراب سے بائیں جانب کچھ فاصلے پر ہے، جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے نماز پڑھا رہے تھے۔ دوران نماز کعبہ کی جانب متوجہ حضرت انس، بائیں جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود ہونے کو محسوس تو کر سکتے تھے مگر وہ کھڑے تھے، لبوں پر مسکراہٹ تھی، چہرہ قرآن کا ورق معلوم ہوتا تھا، یہ ساری باتیں صرف اس صورت میں کہی جا سکتی ہیں جب نگاہیں کعبہ سے ہٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی کریں۔

فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے الفاظ

بتاتے ہیں کہ دیگر صحابہ کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصلّٰی سے پیچھے ہٹنا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی حجرہ سے باہر تشریف نہیں لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز پوری کر لینے کا حکم اشارے کے ساتھ دینا اور اسے سب صحابہ کرام کا دیکھنا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا، اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس وقت صحابہ کی نگاہیں قبلہ کی جانب سے ہٹ کر رخ مصطفی علیہ التحیّہ والثناء کی زیارت میں مصروف ہوگئیں تھیں۔ (مولف عفی عنہ)

حکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز قربان

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: نَادَى فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ انْصَرَفَ عَنِ الْأَحْزَابِ أَنْ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الظُّهْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ ، فَتَخَوَّفَ نَاسٌ فَوْتَ الْوَقْتِ، فَصَلَّوْا دُونَ بَنِي قُرَيْظَةَ، وَقَالَ آخَرُونَ: لَا نُصَلِّي إِلَّا حَيْثُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ فَاتَنَا الْوَقْتُ، قَالَ: فَمَا عَنَّفَ وَاحِدًا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، غزوہ احزاب سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی کہ بنو قریظہ میں پہنچے بغیر کوئی شخص ظہر کی نماز نہ پڑھے (یعنی فوراً روانہ ہوجاؤ) بعض لوگوں کو وقت جاتے رہنے کا خوف لاحق ہوا اور انہوں نے راستے میں ہی نماز پڑھ لی جبکہ دوسرے لوگوں نے کہا: ہم تو وہیں جا کر نماز پڑھیں گے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے اگرچہ وقت جاتا ہی کیوں نہ رہے۔ ابن عمر کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریقین میں سے کسی پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الجہاد ۔۔۔ بَابُ الْمُبَادَرَةِ بِالْغَزْوِ)

نوٹ: صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے اس واقعہ میں عصر کی نماز کا ذکر ہے۔ دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض اصحابہ نے نماز پڑھ لی تھی، جنہوں نے پڑھ لی تھی، انہیں عصر کی نماز سے پہلے وہاں پہنچنے کا حکم دیا اور جنہوں نے ابھی نہیں پڑھی تھی انہیں حکم دیا کہ ظہر وہاں جا کر ادا کرو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

دوران نماز احترام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس

عَنْ عَبْدِ اللهِ (هُوَ بن مَسْعُودٍ ۔ فتح الباری) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ، قُلْنَا: وَمَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میرے دل میں ایک برا خیال پیدا ہو گیا۔ ہم نے دریافت کیا، وہ برا خیال کیا تھا تو فرمایا؛ سوچا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔''

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب التہجد ۔۔۔ بَابُ طُولِ القِيَامِ فِي صَلاَةِ اللَّيْلِ)

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب صلوۃ المسافرین ۔۔۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ)

باب ششم

ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دلی لگاؤ

اہل مدینہ کا اظہار مسرت

عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلاَ يُقْرِئَانِنَا القُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ، وَبِلاَلٌ، وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ ثُمَّ " جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ المَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ، فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الوَلاَئِدَ وَالصِّبْيَانَ، يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحاب پیغمبر صلى الله عليه و آله وسلم میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس مُصعَب بن عُمَیر اور ابن ام مَکتُوم رضی اللہ عنہما آئے، اورہمیں قرآن پاک پڑھانا شروع کیا، پھرعمار بلال اورسعد رضی اللہ عنہم آئے، پھرعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کے ساتھ آئے اور پھر نبی اکرم صلى الله عليه و آله وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔ میں نے اہل مدینہ کواورکسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا، جتنا آپ صلى الله عليه و آله وسلم کو دیکھ کر خوش ہوتے دیکھا، حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں بھی پکار رہے تھے۔ یہ دیکھو رسول اللہ صلى الله عليه و آله وسلم تشریف لے آئے ہیں۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب التفسیر۔۔۔ سُورَۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى)

دودھ پلا کر خوشی محسوس کرنا

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَرَرْنَا بِرَاعٍ، وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: حَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ

''حضرت براء رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، تو ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیاس لگی تھی، فرماتے ہیں: میں نے تھوڑا سا دودھ دودھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا حتیٰ کہ میرا دل خوش ہو گیا۔''

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الاشربہ۔۔۔باب جواز شرب اللبن)

دوران نماز چہرہ اقدس کو دیکھنا

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ: قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ؟، قَالَ: نَعَمْ، قُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ

ابومعمر کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا؛ ظہر اور عصر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت فرماتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! ہم نے پوچھا؛ اس کا پتہ کیسے چلتا تھا؟ فرمایا؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک ہلتی

دیکھ کر۔“

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الاذان ۔۔۔ بَابُ رَفْعِ البَصَرِ إِلَى الإِمَامِ فِي الصَّلاَةِ)

نماز کے فوراً بعد چہرہ اقدس کی زیارت کا اہتمام

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ، يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں زیادہ پسند یہ بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دائیں جانب کھڑے ہوں، تاکہ نماز کہ بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہرہ مبارک ہماری جانب ہو۔“

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب صلٰوۃ المسافرین ۔۔۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ يَمِينِ الْإِمَامِ)

نوٹ: نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ سے منہ پھیر کر دائیں جانب فرمانا اکثر معمول تھا، ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا تھا، بائیں جانب مڑنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔

دیکھیے ؛ (صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب صلٰوۃ المسافرین ۔۔۔باب استحباب یمین الامام)

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو

دائیں اور بائیں سلام کہتے وقت (چہرہ پھیرتے) دیکھتا تھا، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رخساروں کی سفیدی کو دیکھتا۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب المساجد۔۔۔ بَابُ السَّلَامِ لِلتَّحْلِيلِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب ہفتم

بستے ہیں وہ نگاہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت وصحبت کی پر کیف یادوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل ودماغ پر ایسا قبضہ جما رکھا تھا کہ اکثر وہ ان جلووں کو اپنے سامنے محسوس کرنے لگتے، اور حاضرین کو بتاتے کہ گویا اب بھی میری نگاہیں وہ منظر دیکھ رہی ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یوں لگتا ہے اب بھی میری نگاہیں وہ منظر دیکھ رہی ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انبیاء میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں زدوکوب کیا، وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما، (یہ میرے ساتھ ایسا معاملہ اس لئے کرتے ہیں کہ) یہ جانتے نہیں۔"

(صحیح مسلم جلد۔۔۔ کتاب الجہاد۔۔۔ باب غزوۃ احد)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ، «فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ» قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عجم (غیر عرب بادشاہوں) کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا گیا کہ عجمی لوگ اس خط کو قبول نہیں کرتے جس پر مہر نہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ میں گویا اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔"

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب اللباس والزینۃ ۔۔۔ باب تحریم حاتم الذھب للرجال)

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب اللباس ۔۔۔ بَابُ فَصِّ الخَاتَمِ)

أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ، هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا؟ قَالَ: أَخَّرَ لَيْلَةً صَلاَةَ العِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ، قَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا، وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلاَةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا

حُمَید بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی؟ فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دفعہ عشاء کی نماز نصف شب تک لیٹ فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم (نماز پڑھا کے) ہماری طرف متوجہ ہوئے تو

گویا میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک کا منظر اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: لوگ نماز پڑھ کر سو رہے ہیں اور تم چونکہ نماز کے انتظار میں تھے گویا اب تک نماز ہی پڑھتے رہے۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب اللباس۔۔۔بَابُ فَصِّ الخَاتَمِ)

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب المساجد۔۔۔باب وقت لعشاء و تاخیر ھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بالائی علاقہ کے ایک قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے پاس چودہ دن رہے، پھر قبیلہ بنونجار کے پاس اپنا آدمی بھیجا، انصار بنونجار تلواریں لٹکائے، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفَهُ، وَمَلأُبَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوب

وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی سواری پر تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے سواری پر اور بنونجار کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھی۔ حتیٰ کہ آپ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر اترے۔"

(صحیح بخاری ۔۔کِتَابُ المَغَازِي۔۔بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ المَدِينَةَ)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا، قَالَ: »إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا، فَلاَ يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ« قَالَ: فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے انگوٹھی بنوائی اورفرمایا: ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اوراس میں اس پرایک نقش بنوایا ہے۔ یہ نقش اورکوئی بھی نہ بنوائے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس چمک گویا اب بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چھنگلیا میں دیکھ رہا ہوں۔

صحیح بخاری --- كِتَابُ اللِّبَاسِ --- بَابُ الخَاتَمِ فِي الخِنْصَرِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک تیر یا کئی تیر لے کر اٹھے، گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، آپ اس کی آنکھوں میں تیر چبھونے کی تدبیر فرمارہے ہیں۔

(صحیح مسلم --- کتاب الْآدَابِ --- بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ فِي بَيْتِ غَيْرِهِ)

نوٹ:

کسی کے گھر میں داخلہ کی اجازت کا سیدھا سادستور یہ سکھایا گیا ہے کہ دروازے پر دستک دے کر ایک طرف ہٹ کے کھڑے ہو جائیں۔ اندر جھانکنا ممنوع ہے۔ جب اس

آدمی نے اندر جھانکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر یوں ناراضی کا اظہار فرمایا (مؤلف عفی عنہ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر کو امامت نماز کیلیے اپنا خلیفہ بنانے کا ذکر فرما رہی تھیں۔فرماتی ہیں:

فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الوَجَعِ،

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے نکلے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر نکلے، گویا اب بھی دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے پاؤں زمین پر گھسٹتے چلے جا رہے تھے۔

(صحیح بخاری --- کتاب الاذان---بَابٌ: حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ)

عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ، فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: گویا میں اب بھی آنحضور صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری--- کتاب الغسل-- - بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ

الطِّيبِ)

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب الحج۔۔۔باب استحباب الطیب قبیل الاحرام فی البدن)

نوٹ:

حج یا عمرہ کے لئے احرام سے پہلے غسل اور خوشبو لگانا سنت ہے۔احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا استعمال جائز نہیں ،لیکن اگر وہ پہلے والی خوشبو لگی رہے تو اس میں حرج نہیں۔ جس خوشبو کا ذکر اس حدیث میں ہے یہ احرام باندھنے سے پہلے کی لگائی ہوئی خوشبو ہے۔ (مؤلف عفی عنہ)

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے دو آدمیوں کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔اس وقت آقا کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم مسواک فرما رہے تھے۔ان دونوں آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ انہیں کوئی عہدہ دیا جائے۔آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوموسیٰ کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں فرمایا: اے ابوموسیٰ! گویا فرمانا چاہتے تھے کہ یہ کیا؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، مجھے علم نہ تھا کہ یہ اس مقصد کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ابوموسیٰ فرماتے ہیں:

فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ

گویا میں اب بھی مسواک کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں کوئی خدمت دینے سے انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو کوئی ہم سے کسی عہدے کی درخواست کرتا ہے ہم اسے عہدہ نہیں دیتے۔

صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ اسْتِتَابَةِ المُرْتَدِّينَ وَالمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِم ۔۔۔ بَابُ حُكْمِ المُرْتَدِّ وَالمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ

صحیح مسلم ۔۔۔ كِتَابُ الْإِمَارَةِ ۔۔۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ طَلَبِ الْإِمَارَةِ وَالْحِرْصِ عَلَيْهَا)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی رات ایک کام، میں مشغول ہو گئے اور بہت دیر ہو گئی۔ لوگ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے سو گئے، بیدار ہوئے، پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے، تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

فَخَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الآنَ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: »لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا هَكَذَا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باہر تشریف لائے، گویا میں اس وقت آپ کو دیکھ رہا ہوں، کہ سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سر پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ اس وقت عشاء کی نماز ادا کیا کریں۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب مواقیت الصلٰوۃ ۔۔۔ بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ العِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب المساجد ۔۔۔ بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ وَتَأْخِيرِهَا)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: شَهِدْتُ الفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الخُطْبَةِ، ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ بِيَدِهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کی نماز ادا کی ۔ یہ سب خطبہ سے پہلے نماز ادا فرماتے تھے۔ اور بعد میں خطبہ دیا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے ، میں گویا اب بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو بٹھا رہے ہیں۔

(صحیح بخاری، جلد ۱ ، ص ۱۳۳ ، کتاب العیدین، بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ العِيدِ

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب العیدین)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، گہوارے میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے گفتگو نہیں کی ؛ ایک عیسٰی علیہ السلام، دوسرے بنی اسرائیل کے ایک بزرگ جُرَیج کی برأت ثابت کرنے کیلیے ایک بچے نے گواہی دی اور تیسرا واقعہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، کہ

قریب سے ایک وجیہہ اور خوش پوش سوار گزرا۔ ماں نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو بھی اس جیسا بنا دے۔ لیکن بچہ بول پڑا، اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا، پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ

''میں گویا اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو (بچے کا دودھ پینا بیان کرنے کے لئے) اپنی انگلیاں چوستا دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری --- کتاب الانبیاء --- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ {وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا}

(صحیح مسلم --- کتاب البر و الصلة و الادب --- باب تقدیم البر الو الدین علی التطوع) (با اختلاف الفاظ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبلہ کی جانب مسجد میں تھوک دیکھا تو لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا: تم لوگ کیا کرتے ہو! ایک شخص اپنے رب کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے تھوکتا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کو تھوکنا ہی ہو تو بائیں طرف پاؤں کے نیچے تھوکے یا کپڑے میں تھوک کر اسے مل دے۔ یہ بیان کرتے ہوئے؛

قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں اس منظر کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھوک کو کپڑے میں ملنے کا عملی طریقہ بتا رہے تھے۔

(صحیح مسلم --- كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ --- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي

الْمَسْجِدِ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا)

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابطح (مکہ سے باہر) میں خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے ۔ بھری دو پہر کا وقت تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور نماز کے لیے اذان دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اسے لینے کے لئے ٹوٹ پڑے ۔ پھر وہ اندر گئے اور نیزہ نکالا، اتنے میں وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ سَاقَيْهِ

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باہر تشریف لائے ، گویا میں اب بھی مبارک پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال ؓ نے نیزہ (بطور سترہ) گاڑ دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز دو، دو رکعت ادا فرمائی ۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ المَنَاقِبِ ۔۔۔ بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنگ حنین کا واقعہ بیان کرتے ہوئے وہ منظر بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس خچر پر سوار تھے اس کی لگام ان کے ہاتھ میں تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خچر کو کفار کی طرف آگے بڑھا رہے تھے ۔ فرماتے ہیں: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ خَلْفَهُمْ عَلَى بَغْلَتِهِ۔ گویا میری نگاہیں اب بھی دیکھ رہی ہیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے پیچھے خچر دوڑا رہے ہیں ۔

باب ہشتم

کروں نام پہ تیرے یہ جاں فدا

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا اظہار جانثاری

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ مَشْهَدًا، لأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لاَ نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلاَ، وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِکَ، وَعَنْ شِمَالِکَ، وَبَيْنَ يَدَيْکَ وَخَلْفَکَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ يَعْنِي: قَوْلَهُ

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے مقداد بن الاسود سے ایک چیز کا مشاہدہ کیا کہ اگر وہ مجھ سے ادا ہوتی تو میرے لیے کسی بھی اور چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز تھی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو مشرکین کے مقابلہ پر آمادہ کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا ہم وہ بات نہیں کریں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہی تھی؛ کہ (آپ جائیں اور آپ کا رب، اور لڑیں)، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے، ہر طرف جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ کھل اٹھا اور ان کی اس بات سے بڑے مسرور ہوئے۔"

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب المغازی۔۔۔بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ)

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا اظہار جانثاری

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ إِقْبَالُ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ: إِيَّانَا تُرِيدُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَضْنَاهَا، وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا، قَالَ: فَنَدَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا بَدْرًا،

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب ابوسفیان کے آنے کی خبر پائی تو صحابہ سے مشورہ کیا۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ عرض کرنا چاہا،آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اعراض فرمایا، پھر حضرت عمر بولنے لگے تو بھی اعراض فرمایا، پھر حضرت سعد بن عبادہ اٹھے اور عرض کیا، یارسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! شاید! آپ ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں؟ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں کود جائیں گے،اور اگر ہمیں برک الغماد تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں،تو ہم ایسا کر گزریں گے۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ بدر میں پڑاؤ کیا۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الجهاد۔۔۔باب غزوة بدر)

(ف) برک الغماد مکہ سے دور ایک مقام ہے۔

گستاخ کو نہیں چھوڑیں گے

حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں جنگ بدر کے دن صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ انصار کے دو کم سن لڑکے کھڑے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کاش! میں دو طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے پوچھا: **يَا عَمِّ، هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟** کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے پوچھا: تمہیں اس سے کیا کام؟ اس نے کہا:

أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا

مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا جب تک ہم میں سے وہ مر نہ جائے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہے۔ پھر دوسرے نے بھی یہی کچھ کہا۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ میری نظر ابو جہل پہ پڑی جو لوگوں میں گشت کر رہا تھا۔ میں نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا: وہ رہا جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے۔ اتنا سنتے ہی وہ اس پر جھپٹے اور اپنی تلواروں سے اس پر وار کئے یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔

(صحیح مسلم۔۔۔ كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ۔۔۔ بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْقَاتِلِ سَلَبَ الْقَتِيلِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں جانیں قربان

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُفْرِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا رَهِقُوهُ، قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ - أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ -، فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ رَهِقُوهُ أَيْضًا، فَقَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ - أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ -، فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمْ يَزَلْ کَذٰلِکَ حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تنہا رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ صرف سات انصاری اور دو قریشی تھے۔ جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو ان کفار کو ہم سے دور کرے اور اس کے بدلے اسے جنت ملے یا یوں فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ ایک انصاری آگے بڑھے، کفار سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

کفار نے پھر گھیر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر فرمایا: کون ہے جو ان کفار کو ہم سے دور کرے اور اس کے بدلے اسے جنت ملے یا یوں فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ انصار میں سے ایک اور آگے بڑھا، کفار کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا حتی کہ وہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ ۔۔۔ بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ

میرے ماں باپ قربان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین کی والہانہ محبت کا ایک انداز یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو زبان فوراً پکارتی "فداک ابی و امی" "میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر قربان۔"

آیئے اس کی چند مثالیں حدیث کی روشنی میں اپنے سامنے رکھتے ہیں ؛

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا؛عَبۡدٌ خَیَّرَهُ اللهُ بَیۡنَ أَنۡ یُؤۡتِیَهُ زَهۡرَةَ الدُّنۡیَا وَبَیۡنَ مَا عِنۡدَهُ، فَاخۡتَارَ مَا عِنۡدَهُ "اللہ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا کی دولت لے لے اور چاہے تو اللہ کے ہاں کی نعمتیں،تو اس بندہ نے اخروی نعمتوں کو اختیار کرلیا۔"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔(وہ سمجھ گئے یہ آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صال کی طرف اشارہ ہے۔) اور عرض کیا:فَدَیۡنَاکَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا۔ "ہم اپنے والدین سمیت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہ قربان"

(صحیح مسلم --- کتاب الفضائل --- بَابُ مِنۡ فَضَائِلِ أَبِي بَكۡرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ)

حضرت ابوبکر کا دوسرا واقعہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے،تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تیاری شروع کر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ابوبکر ٹھہر جاؤ، مجھے امید ہے کہ مجھے

بھی اجازت مل جائے گی۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے:"أَوَتَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ؟"
"میرا باپ آپ پہ قربان! کیا آپ اس کی امید رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہاں میں جواب دیا تو یہ رک گئے۔

تقریباً چار ماہ بعد دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے گھر خلاف معمول تشریف لائے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے:فِدًا لَکَ أَبِي وَأُمِّي، وَاللهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ "میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں۔بے شک اس وقت کسی خاص کام سے ہی تشریف لائے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس جو لوگ ہیں انہیں ذرا علیحدہ ہو جانے کا کہو، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔إِنَّمَا هُمْ أَهْلُکَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ. "یا رسول اللہ میرے باپ آپ پر قربان ہو جائیں، یہ سب آپ ہی کے گھر والے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بتایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے،تو فوراً بولے، "فَالصُّحْبَةَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ؟" "میرے باپ قربان ہو جائیں، رفاقت کا شرف مجھے حاصل ہوگا؟" فرمایا، ہاں؛تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں جو،اسی غرض کے لیے تیار رکھی تھیں۔ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا۔
فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ "میرے باپ قربان ہو جائیں یہ ایک سواری آپ لے لیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قیمت دے کر لوں گا۔سامان سفر باندھا گیا اور دونوں ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب اللباس۔۔۔بَابُ التَّقَنُّعِ)

حضرت ابوبکر کا تیسرا واقعہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللَّهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا میرا باپ آپ پہ قربان یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اجازت دی اور انہوں نے تعبیر بیان فرمائی۔

صحیح بخاری۔۔ کِتَابُ التَّعْبِير۔۔بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا:

میں نے دیکھا میں جنت میں ہوں اور ایک عورت ایک محل کے ایک کونے میں وضو کر رہی ہے۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا عمر فاروق کا۔ مجھے اس کی غیرت کا خیال آیا اور میں پیچھے مڑ آیا۔ اس پر عمر فاروق رو دیئے اور عرض کیا:

عَلَيْکَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ۔ میرے ماں باپ آپ پہ قربان! بھلا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا؟

(صحیح بخاری۔۔۔ کِتَابُ التَّعْبِير۔۔۔بَابُ الوُضُوءِ فِي المَنَامِ)

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب فضائل الصحابہ۔۔۔باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر کا دوسرا واقعہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، قَالَ عُمَرُ: فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ

انس بن مالک رضی للہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہو گئی، واجب ہوگئی۔ دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پہ قربان! ایک جنازہ گزرا۔ اس کی اچھائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔ ایک دوسرا جنازہ گزرا اس کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے پھر فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی؟ (یعنی کیا واجب ہوا؟) آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف کی اس

کے لئے جنت اور جس کی مذمت کی اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

صحیح مسلم۔۔۔کتاب الجنائز۔۔۔بَابُ فِيمَنْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْ شَرٌّ مِنَ الْمَوْتَى)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: احد کے دن لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریب سے ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو ابوطلحہؓ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔وہ بڑے تیر انداز تھے،اور خوب کھینچ کر تیر چلاتے تھے،۔چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں ان کے ہاتھ سے تیر چلاتے چلاتے ٹوٹ گئیں۔اس وقت اگر کوئی شخص ترکش لیے ہوا گزرتا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تیر، ابوطلحہ کو دے دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے دیکھنے لگتے،تو ابوطلحہ عرض کرتے؛ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لاَ تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ القَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان، نہ جھانکیئے، کہیں کوئی تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینے کی ڈھال بنا رہے۔

(صحیح بخاری۔۔۔کتاب الانبیاء۔۔۔باب مناقب ابی طلحہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوطلحہ کا دوسرا واقعہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ عسفان سے واپسی پر تھے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

سواری پر اپنے پیچھے اپنی بیوی صفیہ بنت حُیَی کو بٹھایا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اونٹنی پھسلی اور دونوں گر پڑے۔ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے کودے اور عرض کیا:

"يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ" "اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛عورت کا خیال کرو،انہوں نے کپڑا اپنے چہرے پر ڈالا تاکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر نظر نہ پڑے اور قریب آکر وہ کپڑا ان پر ڈال دیا۔اس کے بعد سواری درست کی۔جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوار ہو گئے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چاروں طرف آ گئے۔"

(صحیح بخاری --- كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ --- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الغَزْوِ؟)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتی ہیں؛ وَكَانَتْ لاَ تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ: بِأَبِي۔وہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتیں،تو کہتی تھیں،"میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہ قربان"

(صحیح بخاری --- کتاب الحیض--- بَابُ شُهُودِ الحَائِضِ العِيدَيْنِ وَدَعْوَةَ المُسْلِمِينَ، وَيَعْتَزِلْنَ المُصَلَّى"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کیلیے روانگی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے۔فرماتے ہیں:میں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی

سواری کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا، میں نے لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛ اے عبداللہ ابن قیس !أَلاَ أَدُلُّکَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الجَنَّةِ۔ تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَدَاکَ أَبِي وَأُمِّي۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں'' آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛ لا حول و لا قوۃ الا باللہ

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب المغازی ۔۔۔ باب غزوہ خیبر)

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن الاکوَع رضی اللہ عنہ کے بھائی، حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے غزوہ خیبر کے موقع پر اپنی تلوار سے ایک یہودی پر حملہ کیا۔ تلوار ذرا چھوٹی تھی، وہ بجائے یہودی کے لوٹ کر انہیں لگی اور وہ شہید ہو گئے، بعض لوگوں نے اس غلط فہمی کی بنیاد پر کہ عامر نے خودکشی کر لی، ان کے بارے میں کہا کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے۔، جس سے سلمہ کو دلی رنج ہوا۔ جب لوگ واپس پلٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا سلمہؓ ! تجھے کیا ہوا؟، عرض کیا۔ فَدَاکَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! لوگوں کا خیال ہے، کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛ جس کسی نے بھی یہ کہا اس نے غلط کہا۔ عامر کے لئے دوہرا اجر ہے۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الجہاد او السِّیَرِ ۔۔۔ باب غزوۃ خیبر)

سلمہ بن الاکوع کا دوسرا واقعہ

غزوہ ذی قَرَد سے واپسی پر انصار کے ایک شخص نے جو بہت تیز دوڑتا تھا، پکار کے کہا: ہے کوئی جو میرے ساتھ دوڑ لگائے! اس وقت سلمہ بن الاکوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے عضباء اونٹنی پر سوار تھے، فرماتے ہیں: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي وَأُمِّي، ذَرْنِي فَلِأُسَابِقَ الرَّجُلَ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان !اجازت دیجیے، میں اس شخص کے ساتھ دوڑ لگاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اجازت دی اور میں نے اس شخص کو پیچھے چھوڑ دیا۔''

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الجہاد والسیر ۔۔۔ باب غزوۃ ذی قرد وغیرها)

نوٹ: ذی قرد مدینہ سے ایک دن کے فاصلے پر ایک کنویں کا نام ہے، یہ لڑائی خیبر سے تین دن پہلے ہوئی تھی (بخای کے بیان کے مطابق) جبکہ بعضوں نے کہا، ۶ ھ میں حدیبیہ سے پہلے۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گزر رہے تھے، میری ماں ام سُلَیم نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز سنی اور عرض کیا۔ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أُنَيْسٌ۔ میرے ماں باپ آپ پہ قربان یا رسول اللہ ! یہ چھوٹا انس ہے۔'' (دعا کی درخواست کا ایک انداز)

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں فرمائیں جن میں سے دو میں نے دنیا میں دیکھ لیں اور تیسری کی آخرت میں امید رکھتا ہوں۔''

(صحیح مسلم ---کتاب الفضائل--- باب من فضائل انس بن مالك رضی اللہ عنہ)

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم انصار کے ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے۔ایک اور صحابی بھی آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے۔انہوں نے اسے سلام کہا، وہ بولے!يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ۔ میرے ماں باپ قربان! یہ بڑی گرمی کا وقت ہے۔

وہ اپنے باغ کو پانی لگا رہے تھے۔آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛اگر تمہارے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا پانی ہو تو پلا دو، ورنہ ہم (بہتے پانی کو) منہ لگا کر پی لیں گے۔عرض کیا: مشک میں رات کا رکھا ہوا پانی ہے۔انہوں نے ایک پیالے میں پانی لیا اور بکری کا دودھ دوہا۔حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے پیا، پھر وہ دوبارہ لائے تو آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ اس صحابی نے بھی پیا۔‘‘

(صحیح بخاری---کتاب الاشربہ---بَابُ الكَرْعِ فِي الحَوْضِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ایک رات رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم چپکے سے اپنے گھر سے نکلے اور جنت البقیع میں آکر مسلمان مدفونین کیلیے دعا مغفرت فرمائی۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خیال سے سے کہ شاید آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کسی اور بیوی کے ہاں تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں،آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے پیچھے اس احتیاط سے نکلیں

کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پتہ نہ چلے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے واپسی کا ارادہ کیا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے گھر میں واپس آ کر بستر پر لیٹ گئیں، گویا گھر میں ہی موجود تھیں۔ تیز چلنے کی وجہ سے تیز سانس لے رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو ٹالنے کی کوشش کی۔ فرمایا: تم بتا دو، ورنہ مجھے وہ لطیف و خبیر جل جلالہ آگاہ فرما دے گا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بابی انت و امی۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ پھر اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ تو فرمایا؛ تمہارا کیا خیال تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارا حق دبائے گا؟۔ (یعنی تمہاری باری کی رات کسی اور بیوی کے گھر میں گزرے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بتایا کہ جبریل نے انہیں کہا تھا کہ آپ کے رب کا حکم ہے کہ آپ جنت البقیع میں جا کر وہاں کے مدفونین کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

(صحیح مسلم ۔۔۔کتاب الجنائز۔۔۔ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، مجھے دیکھا تو فرمایا؛ رب کعبہ کی قسم وہ نقصان اٹھانے والے ہیں ۔میں نے عرض کیا۔ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، مَنْ هُمْ؟ یا رسول اللہ میرے ماں باپ فدا! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا؛هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا - مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ

خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - وَقَلِيلٌ مَا هُمْ۔ وہ یادہ مال والے مگر وہ لوگ جنہوں نے خرچ کیا، ادھر ادھر اور جدھر مناسب ہوا۔ سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، یعنی ہر طرف سے خیرات کی، اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب الزکوٰۃ۔۔۔باب تغلیظ عقوبہ من لا یؤدی الزکوٰۃ)

حضرت ابوذر کا دوسرا واقعہ

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکیلے تشریف لے جا رہے تھے ،رات کا وقت تھا، ابو ذر رضی اللہ عنہ سمجھے کہ شاید کسی کو ساتھ لے جانا مناسب نہیں سمجھا، یہ چاند کی چاندنی میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی طرف التفات فرماتے ہوئے پوچھا: کون ہے؟، عرض کیا: أَبُو ذَرٍّ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ۔ میں ابوذر ہوں۔اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛ آؤ ہمارے ساتھ چلو اور میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ چلنے لگا۔ (صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الزکوٰۃ۔۔۔بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ)

۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ الأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الأَنْصَارِ، وَلَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ «، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: »مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي، آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ، أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اگر انصار کسی نالے یا گھٹی میں گھسیں تو میں بھی اس میں گھس جاؤں گا اور اگر میں ہجرت نہ کرتا تو انصار کا ایک آدمی ہونا اختیار کرتا۔(یہ بیان کر کے) حضرت ابو ہریرہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درست ہی تو فرمایا، (اس لئے کہ) انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پناہ دی اور مدد کی یا اس سے ملتی جلتی کوئی بات کہی۔

(صحیح بخاری۔۔۔ كِتَابُ المَنَاقِبِ۔۔۔بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ)

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کفار شعراء کا جواب دیتے ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار لکھا کرتے تھے، لکھتے ہیں:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ... وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کی تو میں اس کا جواب دیا۔اس پر اجر اللہ ہی کے پاس ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا... رَسُولَ اللهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کی جو نیک اور ادیان باطلہ سے منہ پھیرنے والے ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي... لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

بلاشبہ میرے ماں باپ اور عزت وآبرو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت پہ قربان ہے

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔۔۔بَابُ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غزوہ خیبر سے واپسی پر ساری رات سفر کرتے رہے حتی کہ اخیر شب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نیند کا غلبہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ٹھہر گئے اور حضرت بلال سے فرمایا: تم آج رات ہمارا پہرہ دو۔ حضرت بلال بقدر استطاعت نوافل پڑھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دوسرے صحابہ سو گئے۔ فجر کے قریب حضرت بلال نے جس طرف سے فجر کی روشنی نے ظاہر ہونا تھا اس کی طرف متوجہ ہو کر اپنی اونٹنی سے ٹیک لگا لی اور انہیں نیند آ گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھ کھلی نہ بلال کی اور نہ ہی کسی اور صحابی کی، یہاں تک کہ ان پر دھوپ آ گئی۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیدار ہوئے اور دھوپ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور حضرت بلال کو پکارا۔ حضرت بلال بولے: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ - بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ - بِنَفْسِكَ۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میری روح کو بھی اسی ذات نے خوابیدہ کر دیا تھا جس نے آپ کی روح کو سلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: یہاں سے کوچ کرو۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی

(صحیح مسلم۔۔۔کتاب المساجد۔۔۔بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ)

ام العلاء رضی اللہ عنہا

خارجہ بن زید انصاری بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک رشتہ دار خاتون ام العلاء نے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت بھی کی تھی، انہیں خبر دی کہ انصار نے جب مہاجرین کو (ہجرت کے فورا بعد) اپنی یہاں ٹھہرانے کے لئے قرعہ اندازی کی تو عثمان بن مظعون کے قیام کا انتظام ہمارے حصے آیا۔ام العلاء کہتی ہیں: عثمان بن مظعون ہمارے ہاں ٹھہرے اور کچھ دن بعد بیمار ہو گئے۔ہم نے ان کی تیمارداری کی مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ جب ہم انہیں کفن دے چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے ابوالسائب (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، میری گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے یہاں تمہاری ضرور عزت وتکریم کی ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکریم کی ہوگی؟ میں نے عرض کیا: لاَ أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، میرے ماں باپ آپ پہ قربان! مجھے یہ بات کسی ذریعہ سے معلوم نہیں ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک عثمان کا تعلق ہے تو خدا شاہد ہے کہ ان کی وفات ہو چکی اور میں ان کے بارے میں اللہ سے خیر ہی کی توقع رکھتا ہوں۔لیکن خدا کی قسم رسول اللہ ہونے کے باوجود مجھے خود علم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔ام العلاء نے کہا : خدا کی قسم اب میں (اس تیقن کے ساتھ) کسی شخص کی پاکی کبھی بیان نہیں کروں گی۔ میں اس صورتحال سے بڑی غمزدہ ہوئی۔ فرماتی ہیں: میں سوئی تو تو خواب میں عثمان کے لئے جاری چشمہ دیکھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذَلِكِ عَمَلُهُ یہ اس کا نیک عمل تھا

(صحیح بخاری---کِتَابُ الشَّهَادَاتِ---بَابُ القُرْعَةِ فِي المُشْكِلاَتِ)

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے، اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آگاہ نہیں فرمایا تھا۔ بعد میں یہ علم عطا فرما دیا گیا۔ یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم تدریجی ہے، یعنی سارا علم ایک ہی بار عطا نہیں فرمایا گیا بلکہ جوں جوں قرآن کی آیات نازل ہوتی گئیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم بڑھتا گیا یہاں تک کہ جب آخری آیت نازل ہوئی تو اس وقت علم کی کیفیت یہ تھی کہ ما کان و ما یکون کا علم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عطا فرمایا جا چکا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے جانثاروں کو خصوصی اعزاز بخشنا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت کا ایک انداز فداک ابی و امی کہنے کی صورت میں آپ نے ملاحظہ کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما (ممکن احادیث کے تتبع سے کوئی اور نام بھی سامنے آجائے) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں فرمایا: فداک ابی و امی

سعد بن ابی وقاص کا اعزاز

عن عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: »ارْمِ فِدَاکَ أَبِي وَأُمِّي۔

عبداللہ بن شداد روایت کرتے ہیں: میں نے سیدنا علی کرم اللہ وجھہ فرماتے سنا:

میں نے سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فداک ابی وامی کے الفاظ استعمال کرتے نہیں سنا۔ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرما رہے تھے: تیر چلاؤ! میرے ماں باپ تم پہ فدا۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ ۔۔ بَابُ المِجَنِّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ)

زبیر رضی اللہ عنہ کا اعزاز

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَعَ النِّسْوَةِ فِي أُطُمِ حَسَّانَ، فَكَانَ يُطَأْطِئُ لِي مَرَّةً فَأَنْظُرُ، وَأُطَأْطِئُ لَهُ مَرَّةً فَيَنْظُرُ، فَكُنْتُ أَعْرِفُ أَبِي إِذَا مَرَّ عَلَى فَرَسِهِ فِي السِّلَاحِ، إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي فَقَالَ: وَرَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَئِذٍ أَبَوَيْهِ، فَقَالَ: »فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور عمر بن ابی سلمہ جنگ خندق کے موقعہ پر حضرت حسان کے قلعہ میں تھے۔ کبھی وہ میرے لئے جھک جاتے اور میں دیکھ لیتا اور میں ان کے لئے جھک جاتا اور وہ دیکھ لیتے۔ جب میرے والد ہتھیار باندھے ہوئے بنو قریظہ کی طرف نکلے تو میں نے انہیں پہچان لیا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے والد سے کیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! تو نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا خدا کی قسم اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے لئے اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا تھا اور کہا

تھا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔۔۔ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب نہم

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثال مظاہرے

سونے کی انگوٹھی نہیں اٹھائی

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: »يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ« ، فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، قَالَ: لَا وَاللهِ، لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی (اس کے ہاتھ سے) اتار کر پھینک دی اور فرمایا؛ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالتے ہو؟ جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چلے گئے تو اسے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے فائدہ حاصل کرو، اس نے کہا نہیں، خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے پھینک دیا ہے، اب میں اسے کبھی نہیں لوں گا۔"

(صحیح مسلم۔۔۔ کتاب اللباس۔۔۔ باب تحریم خاتم الذهب علی الرجال)

ساری شراب بہادی گئی

عن عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَأَلُوا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْفَضِيخِ،

فَقَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، إِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِيهَا أَبَا طَلْحَةَ، وَأَبَا أَيُّوبَ، وَرِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: »فَإِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ: يَا أَنَسُ، أَرِقْ هَذِهِ الْقِلَالَ، قَالَ: فَمَا رَاجَعُوهَا، وَلَا سَأَلُوا عَنْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ

عبدالعزیز بن صہیب فرماتے ہیں: لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے الْفَضِيخِ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس اس شراب کے علاوہ جسے تم فضیح کہتے ہو، اور کوئی شراب تھی ہی نہیں۔ میں حضرت ابوطلحہ، ابوایوب اور کچھ اور صحابہ کو اپنے گھر میں شراب پلا رہا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: کیا تمہیں خبر پہنچی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: شراب حرام کر دی گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے انس! ان مٹکوں کی شراب کو بہا دو۔ انس فرماتے ہیں: اس آدمی سے خبر موصول کے بعد انہوں نے کوئی تحقیق نہیں کی، اور اس کے بعد پھر کبھی وہ شراب کی طرف نہیں لوٹے۔

(صحیح مسلم۔۔۔ كتاب الْأَشْرِبَةِ۔۔۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ)

صحیح بخاری۔۔۔ كِتَابُ أَخْبَارِ الآحَادِ۔۔۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الأَذَانِ وَالصَّلاَةِ وَالصَّوْمِ وَالفَرَائِضِ وَالأَحْكَامِ۔۔ باختلاف الفاظ)

نوٹ: کھجوروں کا کچا شیرہ جو پڑے پڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے اسے فضیح کہتے ہیں۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ نہ مانگتے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي: »يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا المَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ، بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ، لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَاليَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى « ، قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ العَطَاءَ، فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ، فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ المُسْلِمِينَ، إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ، فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللَّهُ

سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیر روایت کرتے ہیں کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا؛ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مانگا تو انہوں نے عطا فرمایا ،میں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر عطا فرمایا،اور فرمایا؛ اے حکیم! یہ مال بظاہر رونق والی اور میٹھی شئے ہے،جو شخص اسے دل کی سخاوت کے ساتھ لیتا ہے،اس کے لئے اس میں برکت ہوتی ہے،اور جو نیت کی خرابی اور لالچ کے ساتھ لیتا ہے،اسے برکت نصیب نہیں ہوتی اور وہ اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا ۔اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔حکیم نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! اس ذات کی قسم! جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا،آپ کے بعد کسی سے کچھ نہ مانگوں گا حتیٰ کہ دنیا سے اٹھ جاؤں۔

پھراس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں کچھ دینے کے لئے بلاتے رہے، مگر وہ لینے سے انکار کرتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا، مگر ان سے بھی کچھ لینے سے انکار کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: مسلمانو! میں انہیں ان کا حق دیتا ہوں، مگر یہ قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنی وفات تک حکیم نے کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ كِتَابُ الوَصَايَا ۔۔ بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ})

حالت سوگ کا خاتمہ

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا، ام المومنین سیدہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان کے وصال کی خبر ملی اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا انتقال ہوا، تین، تین دن گزر جانے کے بعد ہر ایک کا عمل یہ تھا کہ خوشبو منگوائی، اپنے رخساروں اور بازوؤں پر لگا کر اعلان فرمایا کہ، رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو پیش نظر رکھتے ہوئے حالت سوگ کے خاتمہ کا اعلان کر رہی ہیں کیونکہ فرمان رسالت مآب ہے؛ لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ، أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے یہ جائز نہیں کہ خاوند کے سوا کسی اور میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، شوہر پر سوگ کی مدت چار ماہ اور دس دن ہے۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الجنائز ۔۔۔ بَابُ إِحْدَادِ المَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا)

عورتوں کا اپنے زیور اتار کر پیش کرنا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سَأَلَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِيدَ، أَضْحًى أَوْ فِطْرًا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلاَ مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ - يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ - قَالَ: »خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلاَ إِقَامَةً، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ، يَدْفَعْنَ إِلَى بِلاَلٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلاَلٌ إِلَى بَيْتِهِ

عبد الرحمان بن عابس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا کبھی عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونے کا موقع ملا ہے؟ آپ نے کہا؛ اگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب حاصل نہ ہوتا تو میں ایسے موقع پر حاضر نہیں ہو سکتا تھا، ان کا اشارہ اپنے بچپن کی طرف تھا ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا۔ابن عباس نے اذان یا اقامت کا ذکر نہیں کیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کر اپنے زیورات بلال رضی اللہ عنہ کو دینے لگیں۔اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس گھر تشریف لائے۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب النکاح۔۔۔بَابُ: {وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الحُلُمَ مِنْكُمْ})

باب دہم

بارگاہ رسالت میں غلامانہ حاضری

بارگاہ رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم میں غلامانہ حاضری سے مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مختلف اوقات میں مشرف ہوتے رہے،اس عرصہ میں وہ آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پانی کا برتن لے کر چلتے ،تاکہ آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اسے استنجا اور وضو کے لئے استعمال کرسکیں، وضو فرمانے لگتے تو ہاتھوں میں پانی ڈالتے، موزے اتارنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرتے،آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے جوتے سنبھالتے،بستر درست کرتے،اور تکیہ وغیرہ پیش کرتے۔

یہ خدمت صرف دن کے اجالے میں ہی نہ ہوتی، بلکہ جب بھی موقعہ ملتا رات کو بھی آپ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے قریب سوتے، اور تہجد کے لئے وضو کرانے کی خدمت سر انجام دیتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ

عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، وَاسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، أَجِيءُ أَنَا وَغُلاَمٌ، مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ، يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن لے کر آتے،جس سے

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استنجا فرماتے۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الوضوء ۔۔ بَابُ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ، فَقَالَ لِي: »أَمَعَکَ مَاءٌ« قُلْتُ: نَعَمْ »فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ« فَقَالَ: »دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا، تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سواری سے اتر پڑے اور ایک طرف چل دیئے، یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے، پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن سے پانی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھوں پر ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منہ دھویا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تنگ اونی جبہ پہنے ہوئے تھے، اس لیے کلائیاں اس میں سے نہ نکل سکیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نیچے سے بازو نکال لیے، انہیں دھویا، اور سر کا مسح کیا ۔میں آگے جھکا، تا کہ موزے اتاروں، فرمایا؛ رہنے دو، اس لیے کہ میں نے انہیں باوضو پہنا

تھا، پھر موزوں پر مسح فرمایا۔

صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الطہارۃ۔۔۔ باب المسح علی الخفین)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي؟ فَقَالَ: المُصَلَّى أَمَامَكَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو پہاڑی کی گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضو فرمانے لگے، میں نے پوچھا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)! نماز یہاں پڑھیں گے؟ فرمایا نماز کی جگہ آگے ہے۔

(صحیح بخاری۔۔۔ کتاب الوضوء۔۔۔ بَابٌ: الرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَشْرَعَةٍ، فَقَالَ: »أَلَا تُشْرِعُ؟ يَا جَابِرُ« قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْرَعْتُ، قَالَ: ثُمَّ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ، وَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا، قَالَ: فَجَاءَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ،

فَقُمۡتُ خَلۡفَهُ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي عَنۡ يَمِينِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہا تھا، ہم ایک گھاٹ پر پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا؛ اے جابر! کیا تم پار نہیں اترتے؟ عرض کیا: کیوں نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اترے اور میں بھی اترا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں نے وضو کے لئے پانی رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے، وضو فرمایا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صرف ایک کپڑا پہنے ہوئے تھے، جس کے دائیں کنارے کو بائیں جانب اور بائیں کنارے کو دائیں جانب ڈالا ہوا تھا، میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے کان سے پکڑ کر دائیں جانب کر لیا۔

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین ۔۔۔ باب صلوٰۃ النبی و دعائہ باللیل)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

عَنۡ عَلۡقَمَةَ، دَخَلۡتُ الشَّأۡمَ فَصَلَّيۡتُ رَكۡعَتَيۡنِ، فَقُلۡتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرۡ لِي جَلِيسًا، فَرَأَيۡتُ شَيۡخًا مُقۡبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلۡتُ: أَرۡجُو أَنۡ يَكُونَ اسۡتَجَابَ، قَالَ: مِنۡ أَيۡنَ أَنۡتَ؟ قُلۡتُ: مِنۡ أَهۡلِ الكُوفَةِ، قَالَ: أَفَلَمۡ يَكُنۡ فِيكُمۡ صَاحِبُ النَّعۡلَيۡنِ وَالوِسَادِ وَالمِطۡهَرَةِ؟ أَوَلَمۡ يَكُنۡ فِيكُمُ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيۡطَانِ؟ أَوَلَمۡ يَكُنۡ فِيكُمۡ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لاَ يَعۡلَمُهُ غَيۡرُهُ؟

حضرت علقمہ فرماتے ہیں: میں شام میں گیا، دو رکعت نماز ادا کی، اور دعا مانگی،

اے اللہ! مجھے کوئی اچھا ہم نشین عطا فرما، میں نے ایک بزرگ آدمی کو آتے دیکھا، جب وہ قریب آیا تو میں نے کہا، لگتا ہے میری دعا قبول ہوگئی ہے۔اس (بزرگ) نے پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کوفہ کا۔ کہنے لگے کیا تم میں وہ ہستی نہیں رہتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نعلین پاک، تکیہ اور وضو کے برتن کو سنبھالنے کی سعادت حاصل کرتی تھی (ان کا اشارہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف تھا)۔کیا تم میں وہ شخص نہیں رہتا جسے شیطان کے شر سے محفوظ کر دیا گیا؟ (یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ تھا) کیا تم میں وہ شخص نہیں جو راز کی وہ باتیں جانتا ہے جنہیں کوئی اور صحابی نہیں جانتا؟ (یہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں)۔"

(صحیح بخاری جلد ۔۔۔ کتاب المناقب۔۔بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ

عن رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: سَلْ فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: »فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس رات کو ٹھہرتا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وضو اور حاجت کا پانی پیش کرتا، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: مانگ! کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض

کیا: جنت میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنگت کا سوال ہے۔ فرمایا: کچھ اور بھی؟ عرض کیا: بس یہی۔ فرمایا: پھر کثرت کے ساتھ سجدے کرکے میری مدد کرتے رہنا

(صحیح مسلم ۔۔۔ کتاب الصلوۃ ۔۔۔ باب فضل السجود و الحث علیہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہما

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الخَلاَءَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَ: مَنْ وَضَعَ هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیت الخلا میں تشریف لے گئے، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا: یہ کس نے رکھا ہے؟ جب بتایا گیا تو دعا دی، اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔

(صحیح بخاری ۔۔۔ کتاب الوضوء ۔۔۔ بَابُ وَضْعِ المَاءِ عِنْدَ الخَلاَءِ)

غلام آزاد کر دیا

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: »اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ، لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْکَ مِنْکَ عَلَيْهِ« ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ، فَقَالَ: »أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ، أَوْ لَمَسَّتْکَ النَّارُ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی: اے ابومسعود! تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ جتنا تم

اس غلام پر قادر ہو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ اللہ کے لئے آزاد ہے

(صحیح مسلم۔۔۔ کِتَابُ الْأَيْمَانِ۔۔۔ بَابُ صُحْبَةِ الْمَمَالِيكِ، وَكَفَّارَةِ مَنْ لَطَمَ عَبْدَهُ